مناظرانہ داؤ پیچ کی حامل ایک عدیم المثال کتاب ہر سُنّی کی ایمانی ضرورت

شیر بیشۂ اہل سنت علامہ محمد حشمت علی قادری رضوی کا ایک معرکۃ الآرا مناظرہ

راندیر میں سُنیوں کی فتح عجیب

۱۳۴۴ھ

ملقب بلقب تاریخی

وہابیہ جہول راندیر کو شکست

۱۳۴۴ھ

از

حضرت مولانا محمد ضیاء الدین قادری نوری محمد امین رسولی

ترتیب وتقدیم

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیر بیشہ اہل سنت، مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی قادری لکھنوی
کا راندیر ضلع سورت میں تاریخی مناظرہ و بے مثال فتح **مسمّٰی بنام تاریخی**

راندیر میں سنیوں کی فتح عجیب

۱۳۴۴ھ

{ملقب بلقب تاریخی}

وہابیہ جہول راندیر کو شکست

۱۳۴۴ھ

از: حامی سنت، ماحی بدعت، حضرت مولانا محمد نظام الدین قادری نوری علیہ الرحمہ

ترتیب و تقدیم

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيکَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : راندیر میں سنیوں کی فتح عجیب ۱۳۴۴ھ

وہابیہ جھول راندیر کو شکست ۱۳۴۴ھ

موضوع : اِحقاقِ حق و ابطالِ باطل

غایت : تحفظ وترویج اَثاثۂ علمائے اہل سنت و جماعت

از : مولانا محمد نظام الدین قادری نوری ہدایت رسولی

ترتیب وتقدیم : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی........

afrozqadri@gmail.com

تحریک : محبِّ گرامی قدر حضرت علامہ سید رضوان احمد رفاعی-حفظہ اللہ ورعاہ-

بہ تعاون : رفیق گرامی وقار فضیلت مآب محمد میثم عباس رضوی قادری، پاکستان

صفحات : چونسٹھ (۶۴)

اشاعت : 2014ء - ۱۴۳۵ھ

تقسیم کار : رفاعی مشن، ناسک شریف

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

بحمدہٖ تعالٰی

یہ مختصر رسالہ بہدایت قبالہ حسین حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر سنیت کاسر دیوبندیت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی مفتی جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت بریلی شریف کا راندیر ضلع سورت کے دیوبندی مولوی محمد حسین صاحب سے راندیر میں مناظرہ ہونا اور اپنا اپنا بڑوں تھانوی گنگوہی انبیٹھی کو مسلمان ثابت کرنے سے عاجز آنا اپنے مسلماں ہونیکا ثبوت نہ دے سکنا دیوبندیونکی جکتی المہند کی جعلی جعلی جعبہ ہونیکا ثبوت ہونے ... مضامین صحیح میں

مسمّی بنام تاریخی

راندیرمیں سنیونکی فتح عجیب

۱۳ ۴۴

ملقب بلقب تاریخی

وہابیہ جہول راندیر کو شکست

۱۳ ۴۴

جس سے

راندیر کے دیوبندی مولویوں کا ایمان

واضح ہے۔ مرتبہ خادم سنت ماحی بدعت مولٰنا مولوی محمد نظام الدین صاحب قادری نوری ہدایت رسولی زید مجدہم منجانب اراکین محفل نور راندیر ضلع سورت حسب فرمائش حضرت مولانا مولوی محمد غلام رسول صاحب زیدت معالیہم جہانگیر علوی پریس بلاسس روڈ بمبئی ۸ میں چھپکر شایع ہوا

[علوی پریس، بلاسس روڈ، بمبئی.۸ سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

پیش نوشت

[پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ]

الحمدُ والشکرُ للّٰہ والصلوٰۃ والسَّلام علیٰ رسول اللّٰہ

وعلیٰ آلہ وصحبہٖ ومن والاہ من یومنا ھٰذا إلی یومٍ نلقاہ . أما بعد !

سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کا شجر مبارک آج ہمیں جو اِتنا تناور اور سایہ دار نظر آرہا ہے تو وہ از خود نہیں ہوگیا بلکہ اسے بہت سے کربلاؤں سے گزرنا پڑا ہے، اور اسے کربلائیں راس بھی ہیں کہ 'اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد'۔ کاتب تقدیر نے شاید اس کے حق میں یہ فیصلہ رقم کر چھوڑا ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے اَزل سے تا اِمروز ÷ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اور یہ درحقیقت جماعت اہل سنت کے اُن سرفروش مجاہدین کے خون کی لالی ہے جو شفق اِسلام کے رنگ کو مدھم نہیں ہونے دے رہی؛ ورنہ اسے پھونکوں سے بجھانے کی کیا کیا سعی لاحاصل نہ کی گئیں۔ اور پھر بھلا یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا کہ یہ چراغِ مصطفوی ہر سو اپنی روشنی بکھیرنے اور خدا کا یہ دین ہر طرف اپنا رنگ جمانے ہی کے لیے تو آیا ہے۔ خواہ خدا بیزاروں اور دین دشمنوں کو یہ ایک آنکھ بھائے کہ نہ بھائے !۔

دشمنانِ دین، مستشرقین اور ہمارے نادان دوست چاہے جس بھی ایڑی چوٹی کا زور لگالیں وہ خداوندِ قدوس کی جلائی ہوئی اس شمع ربانی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ نورِ توحید اپنے اِتمام و اِکمال کو پہنچ کر ہی دم لے گا۔ اور اِسلام مخالفت کی ہر سعی و تحریک کے مقدر میں ہمیشہ کے لیے ناکامی و نامرادی لکھ دی گئی ہے۔

ماضی قریب میں خاکِ ہند سے بہت سی جلیل القدر، معرکہ آرا اور ہمالیائی قوت کی

حامل شخصیات اَبر بارندہ بن کر اُٹھیں اور اپنے فضل وکمال، تجربات ومشاہدات اور علوم ومعارف سے ایک زمانے کو فیض یاب کر گئیں۔ گرچہ وہ جسمانی طور پر آج ہم میں موجود نہیں لیکن سچ پوچھیں تو اُن کے گراں قدر علمی وفکری کارنامے آج بھی ہمارے لیے چراغِ رہ گزر اور شمعِ محفل کا کام دے رہے ہیں، اور اُن سے اکتسابِ رنگ ونور کیے بغیر ہماری علمی انجمنیں ہمیشہ بے نور اور تحقیقی نشستیں بے فیض رہیں گی۔

اس میں دو رائے نہیں کہ حضرتِ اِنسان فطرتاً بڑا ناشکرا اور زود فراموش واقع ہوا ہے، اور عجب اتفاق ہے کہ یہ صفت ہماری جماعت میں تھوڑی بہت نہیں بتام وکمال پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ اہل سنت وجماعت کی اسی صفتِ زود فراموشی نے اپنے بہت سے عظیم سپوتوں کے کارناموں کو پردۂ خمول کی نذر کر چھوڑا ہے اور چند ایک کے علاوہ بہتیری تہ دار شخصیتوں کو درخورِ اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ ایسی ہی مظلوم وستم رسیدہ شخصیات میں ایک نابغہ روزگار شخصیت شیر بیشہ اہل سنت عبید الرضا علامہ محمد حشمت علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی ہے۔

جماعت اہل سنت کی یہ وہ مایۂ ناز ہستیاں تھیں کہ جن پر جتنا فخر ومباہات کیا جائے کم ہے۔ اور اِن جہابذۂ روزگار کے قلمی شہ پارے اتنے باثروت اور فکری دھارے اتنے مضبوط تھے کہ ان سے اِستفادہ کر کے اور ان کی خضر راہی میں چل کر ہم از جلد منزل رسید ہو سکتے تھے لیکن ہم نے عمداً یا سہواً اپنا رشتہ وتعلق اُن سے توڑ کر خود کو در بدری کی راہ پر ڈال چھوڑا، اور عالم یہ ہے کہ آج دور دور تک منزل کیا، نشانِ منزل تک نظر نہیں آتا!۔

ہمیں یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہماری ہر کامیابی اپنے تابندہ ماضی سے مربوط ہو جانے اور خود کو سلف صالحین کے جوڑوں کے تسموں سے باندھ رکھنے ہی میں پنہاں ہے؛ ورنہ یاد رکھیں ہمارا حال یوں ہی بدحال، مستقبل غیر یقینی اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ہمارا ہر خواب ناآشنائے تعبیر رہے گا۔

شیر بیشہ اہل سنت کی حیات وخدمات پر نگاہ رکھنے والوں پر آشکارا ہے کہ آپ کی

ساری علمی وفکری سرگرمیاں اِشاعت سنت وشریعت اور فروغِ عقائد اہل سنت و جماعت کے گرد گھومتی رہیں اور آپ نے اپنی زندگی کے لیل ونہار کو اِحقاقِ حق کا اُجالا بکھیرنے اور ابطالِ باطل کے اندھیرے چھانٹنے کے لیے وقف کررکھا تھا؛ مگر نیرنگیِ زمانہ کو کیا کہیے کہ اُجالوں کی خیرات بانٹنے والوں کے کوائف واَحوال خود تیرگی کا رزق بن گئے؛ تاہم خوش آئند اَمر یہ ہے کہ اب جماعت نے کروٹ لی ہے، غنودگی دور ہوئی ہے، دھند لکے چھٹ رہے ہیں، مطلع صاف ہورہا ہے، اور علمیت وعملیت کا یہ نیر تاباں اپنی کرنیں بکھیرنے کے لیے پَر تول رہا ہے۔

مجھے پتا چلا ہے کہ نبیرۂ شیر بیشہ اہل سنت صاحبزادہ والا شان مولانا محمد شایان صاحب اپنے جد مکرم کی حیات وخدمات پر اِنسائیکلوپیڈیائی انداز میں کام کررہے ہیں، ان کے عزائم بڑے بلند ہیں اور الحمدللہ! بہت حد تک اس میں وہ ظفریاب بھی ہوچکے ہیں۔ یوں ہی میرے محترم علمی دوست جناب میثم عباس رضوی، پاکستان بھی 'رسائل شیر بیشہ اہل سنت' پر جنگی پیمانے پر کام کررہے ہیں، اس طرح ہندوپاک میں شیر بیشہ اہل سنت کے حوالے سے بڑے صالح اِنقلابات سانسیں لے رہے ہیں اور ان شاءاللہ الرحمٰن عنقریب ہی یہ کاوشیں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہونے والی ہیں۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ ضیا تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

شیر بیشہ اہل سنت کی ہمہ جہت شخصیت پر جس بھی زاویے سے نظر کریں اور انھیں زندگی کے جس بھی پڑاؤ پر دیکھیں باکمال وبے مثال نظر آتے ہیں؛ کیوں کہ خدائے بخشندہ نے انھیں 'ہرفن مولا' بنا کر بھیجا تھا؛ لیکن جس وصف خاص نے انھیں شہرت ودوام بخشا وہ اُن کا مناظرانہ داؤ پیچ اور مباحثاتی گُر تھا؛ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں تن تنہا جتنے مناظرے کیے، اور فاتح میدان قرار پائے، وہ ایک عالمی ریکارڈ ہے، اور میں تو سمجھتا

ہوں کہ آپ کی وفات کے بعد سے لے کر آج تک شاید پوری جماعت نے اتنے مناظرے نہیں کیے ہوں گے۔ ذرا ایک نظر اُن کے مناظروں پر ڈالیں حیران ہو جائیں گے :

(۱)......مناظرۂ فروز پور، پنجاب ، پاکستان ۲)......مناظرۂ راندیر، سورت، گجرات ۳)......مناظرۂ پادرہ کا حال، بڑودہ، گجرات ۴)......مناظرۂ مالیگاؤں، بمبئ، مہاراشٹر ۵)......مناظرۂ سنبھل، مرادآباد، یو پی ۶)......مناظرۂ لاہور، پاکستان ۷)...... مناظرۂ ادری، اعظم گڈھ، یوپی ۸)......مناظرۂ ملتان، پاکستان ۹)......مناظرۂ موراواں، اناؤ ضلع ۱۰)...... مناظرۂ بھدرسہ، فیض آباد، یوپی ۱۱)......مناظرۂ بھاؤپور، بستی، یوپی ۱۲)......مناظرۂ جاحد سمدھن، ڈونڈوہ بزرگ، فرخ آباد ۱۳)......مناظرۂ بازار باغ، دھانے پور، گونڈا، یوپی ۱۴)......مناظرۂ بھونڈی، بمبئ، مہاراشٹر ۱۵)......مناظرۂ جالون، کالپی شریف، یوپی ۱۶)......مناظرۂ بسڈیلہ، بستی، یوپی ۱۷)......مناظرۂ سنہٹیا، گونڈہ، یوپی ۱۸)......مناظرۂ احمد آباد، گجرات ۱۹)......مناظرۂ متھرا، آگرہ، یوپی ۲۰)......مناظرۂ منصور، گجرات ۲۱)......مناظرۂ کپڑونج، گجرات ۲۲)......مناظرۂ مانڈلے اپر، رنگون، برما ۲۳)......مناظرۂ بارہ بنکی، لکھنؤ ۲۴)......مناظرۂ بریلی شریف، بریلی ۲۵)......مناظرات بہار (مختصر) بہار ۲۶)......مناظرۂ حرمین طیبین، عرب شریف ۲۷)......مناظرۂ کلکتہ (مختصر) کلکتہ ۲۸)......مناظرۂ الہ آباد (مختصر) الہ آباد، یوپی۔

یہ ایک جھلک ہے شیر بیشہ اہل سنت کے مناظروں کی، اور بحمداللہ ہر مناظرے میں فتح وظفر آپ کا مقسوم رہا۔ گویا امام احمد رضا محدث بریلوی نے آپ کو 'ابوالفتح' کا لقب عطا کر کے نصرتِ ایزدی کا پروانہ بخش دیا تھا۔ یوں تو یہ سارے ہی مناظرے کمیت وکیفیت کے اِعتبار سے بڑے پُرمغز اور باثروت ہیں لیکن ان میں مناظرۂ راندیر کی حیثیت اس لیے تاریخی اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ اس مناظرے کو فتح کرنے کے بعد قوم نے متفقہ طور پر آپ کو 'شیر بیشہ اہل سنت' کے خطاب سے نوازا تھا جو آگے چل کر ایسا معروف ہوا کہ

بجائے علم ہو گیا اور آج ہر شخص آپ کو اسی لقب سے جانتا پہچانتا ہے۔

بس اس مناظرے کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسے زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کا اِہتمام کیا ہے تا کہ اس دور میں جب کہ راندیر ایک بار پھر بد مذہبوں کا مرکز بنتا جا رہا ہے، اور وہابیت و دیوبندیت ہر طرف دندناتی پھر رہی ہے قوم کو اس کی درخشندہ تاریخ بتا دی جائے اور اس کا تابندہ ماضی دکھا دیا جائے کہ خدا کے بندو! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کہ تمہارے آباؤ اَجداد کس روش پر گامزن تھے اور تمہارے قدم کس ڈگر کی جانب اُٹھ رہے ہیں۔ خدا اپنی ہدایت وعرفان کے سائبان میں ہمیں جگہ عطا فرمائے۔

میں نے ایک روز یوں ہی اس مناظرے کو اپنے بہت محترم دوست علامہ مولانا سید رضوان احمد رفاعی کے ساتھ شیئر کیا تو انھوں نے اِسے دیکھتے ہی فیصلہ کرلیا کہ اسے بہر صورت اِشاعت ثانیہ سے گزارنا ہے کہ یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

اب چونکہ میں نے اسے شیئر کرنے کی غلطی کی تھی سو انھوں نے اس کی ساری ذمہ داری میرے ہی سر تھونپ دی کہ اسے اپنی تسہیل وتقدیم کے ساتھ از جلد مرتب کریں۔ سید صاحب کے لیے اُن کی بے پایاں علمی وفکری خدمات کے باعث میرے دل میں بہت احترام ہے؛ اس لیے میں اسے ٹال نہ سکا اور جو کچھ ہوسکا آپ کے پیش نظر ہے۔ یہ مناظرہ عوام وخواص کے ساتھ طلبہ مدارسِ اسلامیہ کے لیے بہت ہی مفید ہے۔ اگر وہ اس کے نکات ذہن نشیں رکھیں تو کوئی بدعقیدہ کبھی ان کے سامنے منہ نہ کھول سکے گا۔

اس موقع پر میں اپنے ان تمام اَحباب کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں جنھوں نے اس مناظرے کو کتابت و طباعت کے جملہ مراحل سے گزرنے تک میرے لیے اپنا دست تعاون دراز رکھا۔ خدا اپنی طاعت میں انھیں عمر خضر اور بخت سکندر عطا فرمائے۔ اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ صفوۃ الانبیاء والمرسلین ﷺ۔

محمد افروز قادری چریاکوٹی

بروز چہارشنبہ۔۲۲؍ جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ۔۲۳؍ اپریل ۲۰۱۴ء۔ کیپ ٹاؤن۔ ساؤتھ افریقہ

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، والصلوٰۃ والسلام علی النبی الرؤف الرحیم۔ امابعد!

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نام سے بارہویں صدی کے آغاز میں فتنۂ وہابیت کا طوفانِ بدعقیدگی اُٹھا جس نے اُمت مسلمہ میں بھرپور اِفتراق و اِنتشار پیدا کر دیا۔ یہ طوفان اٹھا تو تھا سرزمین نجد نامسعود (موجودہ ریاض) سے مگر دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل گیا، دعوتِ توحید کو اپنا پرچم بنا کر اِسلام کا حلیہ بگاڑ دیا، امت مسلمہ کو توحید کے نام پر جمع کیا اور تنقیص رسالت، توہین صحابہ و اولیا پر مبنی اپنے خانہ ساز عقائد باطلہ کو قبول کرنے کی دعوت دی جس نے قبول کیا امیر کارواں بن گیا اور جس نے انکار کیا واجب القتل قرار پایا۔

مخبر صادق، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اس طوفانِ بدعقیدگی سے خبردار کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے میں نے بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس فتنہ کے بارے میں سنا ہے جس وقت آپ اس فتنے کی خبر دے رہے تھے اس وقت آپ کا رخِ نبوت سمت مشرق تھا اور اسی سمت آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

ألا إن الفِتنة هٰهنا مِن حيث يطلع قرن الشيطان . (بخاري:۱۱/۳۳۲)

یعنی خبردار! فتنہ اسی سمت سے اٹھے گا، (نیز) اسی جگہ سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

جس سرزمین کو جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کی سرزمین فرمایا جو سرزمین آپ کی دعاؤں سے محروم ہوگئی ہو وہاں سے خیر کی تمنا ہی فضول ہے!۔

یہ طوفانِ بلاخیز گرچہ اٹھا تو تھا سرزمین نجد نامسعود یعنی موجودہ ریاض سے مگر دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل گیا، ابن عبدالوہاب نجدی کے بدعقیدگی کے منصوبوں کو پوری دنیا

میں پہنچانے کے لیے اس کے حامیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا، اور درہم و دینار کے منہ کھول دیے۔

ہندو پاک کی سرزمین پر سب سے پہلے نجدی مکتب فکر کی نمائندگی اور اس کا پرچار کرنے والا مولوی اسماعیل دہلوی ہے۔ ان ممالک میں اہل حدیث اور دیوبندی فرقہ کا مذہبی حسب ونسب اسی مولوی سے جا کر ملتا ہے۔ ابن عبد الوہاب نجدی کے ایمان سوز نظریات وافکار کو پھیلانے کے لیے اس نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی جس کے لیے اس نے ابن عبدالوہاب کی بدنامِ زمانہ کتاب 'کتاب التوحید' کو بنیاد بنایا۔

اس کتاب کا چھپنا تھا کہ ہندوستان کے وفا شعار مسلمانوں کے زوال کی تاریخ کا ایک نیا باب کھل گیا، فتنوں کا آغاز ہوا، مسجدوں میں جھگڑے، خانقاہوں میں جھگڑے، مدرسوں میں جھگڑے، جلسوں میں جھگڑے، جلوس میں جھگڑے، ہر گھر میں بھائی بھائی کے جھگڑے، اُف! اس وطن عزیز کو کس کی نظر لگ گئی، اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کے ذریعہ اِلحاد و دہریت، یہودیت و نصرانیت اور عالم کفر کو مسلمانوں پر جگ ہنسائی کا بھرپور مواد فراہم کیا، دعوت وعزیمت کا فریضہ انجام دینے والے علمائے حق کے درمیان بے چینی و بیقراری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ آخر کیا تھا اس کتاب میں کہ اختلافات کا طوفان کہیں تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ بقول مولانا اشرفعلی تھانوی' اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویہ الایمان کے بارے میں خود لکھتا ہے: میں نے یہ کتاب لکھی اور میں یہ جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے، مثلاً ان اُمور کا جو شرک خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے سورش ہوگی۔ (تعارف اہل سنت، علامہ یٰسین اختر مصباحی)

تقویۃ الایمان کے بارے میں علامہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی کی کتاب مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کا یہ عبرت انگیز اقتباس ملاحظہ فرمائیں: 'حضرت مجدد

الف ثانی کے زمانہ سے ۱۲۴۰ھ تک مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے، ایک اہل سنت و جماعت دوسرے شیعہ، اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا وہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، اور شاہ عبدالقادر دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھتیجے تھے ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا، نجدی کا رسالہ 'ردالاشراک' ان کی نظر سے گذرا، اُردو میں انھوں نے تقویۃ الایمان لکھی، اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا، معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے، افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا'۔

تاریخ اِسلام میں کوئی ایسا دور نہیں گذرا جب باطل اور طاغوتی قوتیں اسلام کی بیخ کنی کے لیے سرگرم نہ رہی ہوں، کبھی یہودیت اور نصرانیت کی پرزور سازشیں، کہیں کفار و مشرکین اور منافقین کی فتنہ پروریاں، تو کہیں دین الٰہی کی سورشیں، ہر دور میں اسلام آشام دشمنوں نے چہرے بدل بدل کر اسلامی نظریات و افکار کو مٹانے اور انھیں تباہی کی دہلیز تک پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، مگر عہد رسالت سے لے کر آج تک اٹھنے والے ہر فتنہ کا جواب دینے کے لیے علما و محدثین، صوفیہ و مشائخ حسینی کردار کو لے کر میدان عمل میں اُترے، ہر طرح کے داخلی و خارجی فتنوں کا سد باب کیا، ہر آزمائش و اِبتلا کو سینے سے لگایا، مگر بدعملی و بداعتقادی کا ہر حال میں قلع قمع فرما کر پوری دنیا کو یہ پیغام دیا کہ ظلمتیں نور پر فتحیاب نہیں ہوسکتی، باطل کے سیکڑوں اندھیروں کا سینہ چاک کرنے کے لیے نور کی ایک کرن ہی کافی ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کے غیر اسلامی قائم کردہ مفروضوں کو لے کر عقائد و معمولات اہل سنت کے حقائق و نظریات کو مسخ کرنے کے لیے وہابی اور دیوبندی جماعتیں آج بھی بر

سر پیکار ہیں، یہ مناظرہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، انہیں نجدی افکار ونظریات کی تردید کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اہل سنت وجماعت کی صداقت وحقانیت کا شاہکار۔

رفیق گرامی قدر اَدیب شہیر علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی کے ذریعہ جب یہ کتاب میرے مطالعہ کی میز تک پہنچی تو معاً یہ عزم مصمم کرلیا کہ اتنی اہم کتاب جو ایک صدی سے پردۂ خفا میں ہے اس کی اشاعت' اولین فرصت میں ہونی چاہیے، بالخصوص ناندیڑ (مہاراشٹرا) کی سرزمیں جہاں وہابیت اور دیوبندیت نے اپنے پنجے گاڑ دیے ہیں وہاں کے خوش عقیدہ اور بے علم مسلمانوں کا رشتۂ محبت ان کے اسلاف اور ماضی سے جوڑ کر حق کو آشکارا کرنا وقت کا تقاضا ہے کہ وہابی اور دیوبندی جماعتوں کی حقیقت سراب کے سوا کچھ نہیں، ان کے دام فریب میں، عبادتیں خیالی ہیں، عقیدے خیالی ہیں، ان کے نظریات خیالی ہیں، ان کی دعوتیں خیالی ہیں، وہ خیالی جنتوں کے مسافر ہیں، جب کبھی اہل سنت نے مناظروں میں ان کا گھیراؤ کیا ہے، ان کے بدنما اور داغدار چہروں سے حق وصداقت کا مصنوعی نقاب اُتار پھینکا ہے۔ اللھم اَرنا الحق حقا۔ آمین۔

میں علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی کا مشکورِ کرم ہوں جو مجھ گنہگار ہی نہیں بلکہ ہر کسی کی دینی پکار کو ہمیشہ نہایت سنجیدگی سے لیتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اُمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کم عمر مگر عظیم وجلیل اور مخلص مجاہد ومفکر اِنٹرنیشنل سطح پر کئی عظیم معرکوں میں سرگرم عمل ہے، بالخصوص تصنیف وتالیف کے میدان میں ان کے قلم کی جدت' امامت کا فریضہ انجام دے رہی ہے، مصروف تر ہونے کے باوجود انھوں اس کتاب کی ترتیب جدید وتقدیم نفیس کی مکمل ذمہ داری اپنے حسینی کاندھوں پر لی۔ **فجزاہ اللّٰہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء في الأخرة والأولیٰ، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ.**

ابوالعاص سید رضوان رفاعی شافعی

بانی: رفاعی مشن، ناسک/استاذ جامعۃ البنات الصالحات، ناسک

شیر بیشہ اہل سنت ! ایک تعارف

{ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی }

'لکل فرعون موسیٰ' کے بہ مصداق ہر دور میں جب باطل کے علم بردار اور خوانِ فرعونی کے نمک خوار چولے بدل بدل کر ظہور پذیر ہوتے رہے تو خداوند قدوس نے بھی اس کی سرکوبی کے لیے ہر دور میں موسیٰ اور نمائندگانِ موسیٰ مبعوث فرمائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ شرارِ بولہبی جب بھی بھڑکا ہے چراغِ مصطفوی نے فوراً اس کا تعاقب کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ یزیدیت ہر سو دندناتی پھرے اور حسینیت اپنا کردار اَدا کرنے اور اُس کی ناک میں نکیل ڈالنے کے لیے سرگرم عمل نہ ہو!۔

ماضی قریب میں ہندوستان کے اُفق علم وکمال پر بہت سے جہابذۂ روزگار ہویدا ہوئے جنھوں نے اپنی قلمی ولسانی مار سے بدمذہبوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور انھیں صحیح معنوں میں چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا تھا۔ ایسی عبقری شخصیات میں شیر بیشہ اہل سنت، مظہر اعلیٰ حضرت، امام المناظرین، غیظ المنافقین علامہ ابوالفتح مولانا عبید الرضا حافظ قاری الحاج شاہ محمد حشمت علی صاحب قبلہ قادری رضوی لکھنوی کا نام سرفہرست آتا ہے۔

☆ اس مضمون کا خمیر [بہت کچھ حذف واضافہ کے ساتھ] فاضل جلیل مولانا محمد حسن قادری رضوی میلسی بریلوی کے ایک مقالہ سے تیار ہوا ہے، ساتھ ہی شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نیز حضرت مولانا مفتی ناظم علی مصباحی اُستاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے مبسوط مقدمے سے بھی قدرے اِستفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان علماے اہل سنت کو اَجر جزیل عطا فرمائے۔ -چڑیا کوٹی-

آپ کی شخصیت میں مبدأ فیاض نے وہ سارے فضائل وکمالات جمع فرما دیے تھے جن سے معراجِ انسانیت میسر آتی ہے اور تمغۂ آدمیت حاصل ہوتا ہے۔ عالم میں عالم سمانے کا محاورہ آپ نے شاید فقط سنا ہو، اگر اسے مجسم دیکھنا ہو تو شیر بیشہ اہل سنت کی ذات بابرکات کو دیکھ لیں۔ سچ پوچھیں تو شیر بیشہ اہل سنت اپنے اندر اوصافِ علمیہ وعملیہ کی وہ جامعیت رکھتے تھے کہ ان سب کا اجتماع ایک ذات میں شاید و باید کہیں پایا جاتا ہے۔ خطیب ایسے شعلہ نوا کہ ہزاروں کے مجمع کو والا شیدا بنا دیتے تھے۔ عالم تبحر ایسے کہ دقیق سے دقیق تر مسائل علمیہ مستحضر رہتے تھے۔

مرشد طریقت ایسے کہ ہزاروں وابستگان ہندوستان کے طول وعرض میں موجود ہیں۔ اخلاق اتنا وسیع کہ جو ایک بار ملا زندگی بھر کا بندۂ بے دام رہا۔ شریعت کی اتباع اتنی سخت کہ فرائض وواجبات کہاں ترک ہوتے، مستحبات پر سفر وحضر میں بالالتزام عمل فرماتے۔

فراخ دل، سیر چشم ایسے کہ کبھی دولت دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ جواد وسخی ایسے کہ جو آیا خرچ ہوا، کل کے لیے اُٹھا رکھنے کا کبھی سوال ہی نہیں تھا۔ ان تمام خوبیوں کے ساتھ وہ کمال جس نے انہیں کندن بنا کر چمکا یا، جس نے دنیا کو مجبور کیا کہ انہیں شیر بیشہ اہل سنت کے نام سے یاد کرے وہ 'اِستقامت علی الحق، تصلُّب فی الدین، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ' کا جوہر اور احقاقِ حق وابطالِ باطل کا وہ ولولہ ہے جس میں وہ منفرد وبے مثال تھے۔

آپ نے جس بات کو حق جانا اس کے اعلان اور جسے باطل جانا اس کے رد وابطال میں کوئی کسر روا نہ رکھی۔ آپ نے کبھی اس کی پرواہ نہ کی کہ میرا ساتھی کوئی اور ہے یا نہیں، شیر نیستاں کی طرح یکہ وتنہا دہاڑتے، گرجتے اور ایوانِ باطل میں تہلکہ ڈالتے رہے۔ ساتھی کی پرواہ کیا کرتے، موذیوں کی ایذا رسانی، حاسدین کی ریشہ دوانی، ملامت کی شدید سے شدید ملامت نے بھی کبھی نہ ان کے قدم میں ادنی سی لرزش پیدا کی اور نہ زبان

میں بود یہ کنایہ ابہام آنے دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہ اس کے مصداق حقیقی تھے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

فجزاه الله عن الإسلام والمسلمين خير الجزاء .

ابتدائی حالات : آپ کی ولادت جناب مولوی نواب علی صاحب کے یہاں ۱۳۱۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے 'سگ بارگہِ بغداد' [۱۳۱۹ھ] سے اپنا سن ولادت تخریج کیا ہے۔ خالص دینی ماحول میں آپ کی ترتیب ہوئی۔ بچپن ہی سے والدین کریمین نے بچوں کو دینی تعلیم اور اسلامی تشخص کی طرف راغب کر دیا تھا۔

خدائے بخشندہ نے آپ کو حافظہ بلا کا بخشا تھا؛ چنانچہ صرف دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بارہ سال کی عمر میں قراءت کی سند بروایت حفص حاصل کی اور تیرہ برس کی عمر میں سند قراءتِ سبعہ اور چودہ سال کی عمر میں سند عشرہ حاصل کی۔

اِبتداءً بعض بدعقیدہ علما سے کچھ تعلیم پائی؛ مگر شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ نوری رضوی (قدس سرہ) کی برکت سے اس بلا سے نجات ملی اور پھر باضابطہ دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔

قسمت کی یاوری سے اکابر اہل سنت کی شاگردی نصیب ہوئی۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قبلہ اعظمی رضوی، حجۃ الاسلام مولانا علامہ محمد حامد رضا خاں سے خصوصی اکتسابِ علم وکمال کیا، نیز بعض اسباق خود سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

اسی دار العلوم منظر اسلام بریلی میں رہ کر اپنی ساری تعلیم سرگرمیاں جاری رکھیں اور جملہ علوم وفنون میں حذاقت وکمال حاصل کیا۔ اور عجب اتفاق کہ جس سال اعلیٰ حضرت

امام اہل سنت محدث بریلوی نے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اسی سال ۱۳۴۰ھ آپ کو دستار وسند فضیلت عطا ہوئی۔ تاہم فتوی نویسی کا مشکل ترین کام آپ نے اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں شروع کر دیا تھا اور قدم قدم پر محدث بریلوی کی رہنمائی حاصل تھی۔

شـــرف بیـــعـت : امام اہل سنت، مجد دملت، اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی کے مبارک ہاتھ پر آپ نے سعادتِ بیعت حاصل کی، اور انھیں کی خدمت بابرکت میں رہ کر اپنے قلب وباطن کو نورِ ایمان وعرفان سے منور وتاباں کیا۔ زمانۂ طالب علمی کا بیشتر وقت اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کی دہلیز علم وتحقیق پر گزرا، اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی بھی آپ پر خصوصی شفقت وعنایت فرماتے تھے۔ ۱۳۳۹ھ میں امام اہل سنت محدث بریلوی نے آپ کو 'ولدی المرافق وغیظ المنافق' کے خطاب سے مشرف فرمایا۔ اعلی حضرت عظیم المرتبت جیسی باکمال شخصیت کے دربار میں آپ کے اس مقام وقرب سے ہی آپ کی عظمت وشان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خـلافـت واجـازت : سندفراغت ودستارفضیلت کے بعد حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری نوری، صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو اپنی اجازتوں اور خلافتوں سے سرفراز فرمایا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے خلف اکبر حضرت مفسر اعظم ہند علامہ مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کا بیان ہے کہ ابا جی فرمایا کرتے تھے: 'اللہ تعالیٰ نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں: ایک مولانا سردار احمد صاحب اور ایک مولانا حشمت علی صاحب۔ اور یہ سیدنا امام حجۃ الاسلام کی نگاہِ مبارک کا اثر ہے کہ دونوں ہی ہم ذوق وہم مزاج، سخت متصلّب اور جذبۂ تبلیغ سنیت سے سرتاپا سرشار تھے۔

تـدریـسـی خـدمـات : آپ صرف مقرر ومناظر ہی نہ تھے بلکہ مسند علم وتدریس پر ایک کامیاب مدرس اور بے مثال اُستاذ بھی تھے، چنانچہ تحصیل علم کے بعد متعدد سال

دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں مدرس و مفتی کے منصب پر فائز رہے، پھر دارالعلوم اہل سنت مدرسۂ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ اور پادرہ ضلع بڑودہ میں مدرسہ اہل سنت میں صدر مدرس رہے اور بڑی ذمہ داری سے درسی کتب پڑھائیں۔ کچھ عرصہ کے لیے گوجرانوالہ کی مشہور مرکزی جامع مسجد 'زینۃ المساجد' میں بھی بطور خطیب و مدرس رہے۔

تصنیف و تالیف : آپ نے تدریس وخطابت کے فرائض باحسن وجوہ اُدا کرنے کے ساتھ ساتھ زندگی کے مصروفیت ترین لمحات سے وقت نکال کر میدانِ تصنیف میں بھی بہت سی یادگار کتابیں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں۔ بعض کے اَسمائے گرامی یہ ہیں :

۱)...... پشت خار در افتخار، مطبوعہ اہل سنت و جماعت پریس دہلی ۲)......رازِ سیرت کمیٹی، مطبوعہ رضوی کتب خانہ، محلّہ بہاری پور ۳)......صمصام سنت گلوے گاندھویت معروف بہ حق کا خنجر، مطبوعہ مطبع نادری بریلی ۴)...... احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ، مطبوعہ مطبع سلطانی، بمبئی ۵)...... الصوارم الہندیہ، مطبوعہ دارالکتب الحنفیہ، کراچی ۶)......ردالمہند ،مطبوعہ دارالکتب الحنفیہ ،کراچی ۷)......الانوارالغیبیہ ،عسکری اکیڈمی، پیلی بھیت ۸)......القول الازہر (الف)، مطبوعہ مکتبہ حشمت، بارہ بنکی ۹)......القول الازہر (ب) [مشمولہ فتاویٰ برکاتِ مصطفےٰ]، مطبوعہ بمبئی ۱۰)...... القول الازہر (ج)، مطبوعہ انجمن انوار القادریہ، کراچی ۱۱)......قہر واجد دیان، مطبوعہ مطبع اہل سنت، پیلی بھیت ۱۲)......عقائد حقہ اہل سنت، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی ۱۳)......فتویٰ دربارۂ ایمانِ والدین مصطفےٰ [مشمولہ اہل سنت کی آواز حصہ نہم] ۱۴)......لطمہ اسد بر مشرقی مرتد [مشمولہ مشرقی کا غلط مذہب نمبر ۵ از مولانا طیب دانا پوری] ۱۵)......فتویٰ شیر بیشہ اہل سنت در ترد ید نجدیہ منقول از سل الصوارم الصمدیہ [مشمولہ تجانب اہل سنت] مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس، بریلی ۱۶) فتویٰ شیر بیشہ اہل سنت در تردید منکرین حجاب [مشمولہ تجانب اہل سنت، مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس] ۱۷)......قہر القہار علی اصول الگاندھویۃ الکفار،

مطبوعہ حسنی پریس، بریلی ۱۸)......شمع منور رہِ نجات، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی ۱۹)...... تقریر منیر قلب ۲۰)......فیض شہِ دوعالم [مناظرہ]، مطبوعہ جہانگیر علوی پریس، بمبئی۔

وہ کتب جن میں شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ کے ساتھ دیگر علماے اہل سنت علیہم الرحمۃ والرضوان کے کچھ مضامین ومقالات بھی شامل ہیں :

۲۱)......الجوابات السنیہ، مطبوعہ مطبع سلطانی، بمبئی ۲۲)......دوامغ الحمیر ، مطبوعہ مطبع حسنی، بریلی ۲۳)......مشرقی کا غلط مذہب نمبر۵، مطبوعہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔

میدانِ مناظرہ : آج تو ہم غلوفی العقیدت بلکہ غلوفی الدین کے عہد میں جی رہے ہیں، سستی شہرت پانے اور مفت ناموری کمانے کے لیے لوگ کیا سے کیا نہیں کر گزر رہے ہیں۔ اس دور میں مناظر کے لقب سے شہرت حاصل کرنا بڑا آسان ہے، ہر کوئی مناظر بنا پھرتا ہے؛ مگر جو شخص مناظرہ کے خدوخال سے صحیح معنوں میں واقف ہے اور اس دشوار گزار وادی سے گزرا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک مناظر کو کیا کچھ علوم وفنون میں درک وتبحر ہونا چاہئیں، اور اس کی شخصیت میں کیسی تہ داری اور فضل وکمال کی کیسی جامعیت وگیرائی ہونی چاہیے۔

یہاں صرف خوش بیانی، شعلہ نوائی، اور طلاقت لسانی سے کام نہیں چلتا بلکہ جرأت وجسارت، ہمت وشجاعت اور دلیری وبے باکی کے ساتھ ساتھ علم نحو، صرف، منطق، فلسفہ، کلام، حدیث، اصول حدیث، تفسیر واصول تفسیر، فقہ، اصول فقہ، اسماء الرجال، جرح وتعدیل، تاریخ، لغت، بیان، معانی وآداب مناظرہ وغیرہ علوم وفنون پر مناظر کو کامل دسترس اور دست گاہِ تام ہونا ضروری ہے۔

خداے پاک نے یہ مناظرانہ اوصاف آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فتح وظفر ہمیشہ آپ کا مقسوم رہا۔ آپ صحیح معنوں میں 'ابوالفتح' تھے، اور میدانِ مناظرہ میں نصرت وکامیابی ہمیشہ آپ کے قدموں میں سمٹ آتی تھی۔

آپ کی آمد کی خبر سن کر اور نعرۂ حق کی گونج سے دشمنانِ دین کفار و مرتدین مخالفین اہل سنت کے بڑے بڑے مایۂ ناز علما اور مناظرین کے دل دہل جاتے تھے، اور بسا اوقات وہ مناظرہ گاہ میں پہنچنے کے بعد یا آپ کا سامنا کیے بغیر ہی راہِ فرار اختیار کر لیتے اور آپ کے علمی و تحقیقی دلائل کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے۔

پہلا مناظرہ : شیر بیشہ اہل سنت نے مناظرانہ طبیعت پائی تھی۔ جب بھی موقع ملتا آپ شیر ببر بن کر گرجتے اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل فرماتے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت بھی آپ کے اس جوہر درخشاں کو پہچانتے اور خوب قدر و عزت افزائی فرماتے۔

۱۳۳۸ھ کا واقعہ ہے کہ ہلدوانی میں ایک معرکۃ الآرا مناظرہ ہوا، جس میں سیدنا اعلیٰ حضرت نے مولوی یاسین خام سرائی خلیفہ تھانوی سے مناظرہ و مقابلہ کے لیے آپ کا انتخاب فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۱۹ر سال تھی اور اہل سنت کی طرف سے آپ تن تنہا مناظر تھے، اس کے باوجود آپ نے سرد و گرم چشیدہ اور اَسّی سالہ مولوی یاسین خام سرائی کو 'حفظ الایمان' کی کفری عبارت پر مناظرہ کر کے ساکت و صامت کر دیا۔ اور مسئلہ علم غیب پر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

زمانۂ طالب علمی میں یہ آپ کا پہلا مناظرہ تھا جس میں آپ نے بے مثال فتح و کامیابی حاصل کی۔ جب سیدنا اعلیٰ حضرت نے اس مناظرہ کی روداد سنی تو بہت خوش ہوئے اور آپ کو اپنے سینۂ مبارکہ سے لگایا، اور بے شمار دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ آپ 'ابوالفتح' ہیں، نیز اپنا عمامہ شریف اور انگرکھا مبارکہ عنایت کیا، پانچ روپیہ نقد انعام عطا کیا، پانچ روپیہ مہینہ وظیفہ مقرر فرمایا اور اس طرح عزت افزائی فرما کر سربلندی کی۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت ہی کا یہ فیضانِ نظر اور آپ کی عطا کردہ کنیت 'ابوالفتح' کا اثر تھا کہ آپ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر ہمیشہ فتح مند اور سربلند رہے۔ اور موافقین و مخالفین نے بارہا آپ کی ظفر مندی و کامرانی کے جلوے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھے۔ آپ نے ہندستان

بھر کے گوشہ گوشہ میں مذہب اہل سنت و جماعت کی حقانیت کے ڈنکے بجائے، شاتمانِ رسول، گستاخانِ شانِ نبوت ورسالت کوتہس نہس فرمایا، بے دینیت کے پرچم سرنگوں اور بدمذہبیت کے قلعے زمین بوس کیے، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بھولے بھٹکوں کو بے دینوں کے دام فریب سے بچایا، انھیں عقائد باطلہ ونظریاتِ فاسدہ سے توبہ کرائی اور سچا پکا سنی مسلمان بنایا۔فجزاہ اللّٰہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء .

تاریخی مناظرہ : یوں تو شیر بیشہ اہل سنت نے سنبھل، مرادآباد، ادری، اعظم گڑھ، ہلدوانی، سورت، نینی تال، مظفرنگر، سلانوالی، سرگودہا، جہلم، ملتان شریف اور لاہور وغیرہ میں متعدد کامیاب مناظرے فرمائے؛ لیکن مناظروں کی فہرست میں راندیر وسورت کا مناظرہ کئی لحاظ سے عبقری اہمیت کا حامل ہے۔

راندیر کے مناظرے میں مخالفین اہل سنت کی طرف سے اُن کے مایۂ ناز عالم مولوی محمد حسین راندیری مناظر تھے، جس کو اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا اور خود کو درسیات کا ماہر وحافظ گردانتا تھا، شیر رضا کے سامنے اس کی عربی دانی خاک میں مل گئی اور درسیات میں مہارت کے سارے دعوے غبار راہ بن کر اُڑ گئے۔مولوی محمد حسین راندیری کو ایسی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا کہ اس کی کئی پشتیں اس کی اس تاریخی ہار اور علمی مار کو بھلا نہ پائیں گی۔اہل سنت کی طرف سے اس فتح مبین کی خوشی میں عظیم الشان جلسہ تہنیت منعقد ہوا، جس میں گجرات کے علماے اہل سنت نے آپ کو 'شیر بیشہ اہل سنت' کا خطاب دیا جو اِتنا مشہور ہوا کہ بمنزلۂ علم ہوگیا۔

اس مناظرے کی اسی تاریخی حیثیت کے باعث اسے ازسرِنو تسہیل وترتیب جدید کے ساتھ زیورِطباعت سے آراستہ کیا جارہا ہے، تاکہ اہل راندیر خصوصاً اور جملہ اہل اسلام عموماً دیکھیں کہ اہل سنت وجماعت کے شیرانِ ببر اور سرفروش مجاہدوں نے تحفظ دین وعقیدہ کے باب میں کیا کچھ قربانیاں پیش کی ہیں اور عقائد وافکارِ اہل سنت کو کس قدر بے

غبار کر کے وہ ہمارے سامنے چھوڑ گئے ہیں۔ آج اگر ہم ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو زندہ و پائندہ، نیز آنے والی نسلوں کو عقائد اہل سنت کے تار سے مربوط نہ رکھ سکے تو یقیناً ایک طرف مناظرین اہل سنت کی روحیں تڑپیں گی، اور دوسری طرف یہ اِتنا بڑا تاریخی جرم ہوگا کہ پیش آمدہ نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔

یادگار مناظرہ : مولوی منظور سنبھلی کے ساتھ ادری اعظم گڑھ میں ہوا، جس میں مولوی منظور سنبھلی کے پشت پر ڈیڑھ سو (۱۵۰) دیوبندی، وہابی، غیر مقلد سوار تھے، دیوبندیوں کو ذلت آمیز شکست کے بعد پولیس کی مدد سے جان بچانی پڑی اور راہِ فرار اختیار کرنے ہی کو غنیمت جانا۔

بمبئی میں مرتضیٰ دربھنگی کا فرار : بمبئی میں مخالفین اہل سنت نے مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاند پوری کو بلوایا اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے خلاف اپنی خرافاتی توپوں کے دہانے کھول دیے۔ مولوی، مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند گوہر افشانی کر رہا تھا :

'میں سات (۷) دفعہ بریلی گیا، خاں صاحب کے مکان پر جا کر دستک دی کہ مناظرہ کے لیے آؤ؛ مگر خاں صاحب نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اور کوئی جواب نہ دیا'۔

بمبئی کے اہل سنت نے اس کے جواب کے لیے شیر بیشہ اہل سنت کو بلایا۔ چنانچہ آپ نے مجمع عام میں علی الاعلان فرمایا :

'اگر دربھنگی چاند پوری صرف یہی بتا دے کہ اعلیٰ حضرت کے مکان کا دروازہ کس سمت ہے تو میں اپنی شکست مان لوں گا'۔

شیر بیشہ اہل سنت، مظہر اعلیٰ حضرت ہر رات چیلنج پر چیلنج دیتے رہے؛ مگر چاند پوری میں اتنی غیرت کہاں تھی جو سامنے آتا، اپنی مدد کے لیے مولوی منظور سنبھلی مدیرِ 'الفرقان' کو

بلوایا۔ ادھر منظور پہنچا، ادھر سنیوں نے محدث اعظم پاکستان، سلطان المناظرین مولانا ابوالمنظور محمد سردار احمد صاحب کو تار دیا جو اس وقت بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

محدث اعظم کے تشریف لاتے ہی دیوبندی لوہے ٹھنڈے پڑ گئے۔ منظور راتوں رات بھاگ گیا، کیوں کہ وہ محدث اعظم پاکستان کے ہاتھوں ایک سال قبل شرمناک شکست سے دوچار ہو چکا تھا اور وقت مناظرہ سے ایک گھنٹہ قبل میدانِ مناظرہ سے بھاگ گیا تھا نیز اپنی کتابیں، اپنی جوتیاں، اپنی عینک، اپنی چھڑی، اپنی چھتری مناظرہ گاہ میں چھوڑ گیا تھا جو محدث اعظم پاکستان کے قبضہ میں بطور سند محفوظ تھیں۔ الغرض! ایک ماہ تک بمبئی میں امام المناظرین شیر بیشہ اہل سنت اور سلطان المناظرین مولانا سردار احمد کی تقاریر ہوتی رہیں اور چاندپوری و سنبھلی کا کہیں پتہ نہ چلا۔

الغرض! حضرت شیر بیشہ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی مناظرانہ زندگی پر غائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ آپ گوناگوں علوم وفنون میں دست گاہ تام رکھتے تھے۔ آپ کے سامنے صرف ونحو، منطق وکلام، معانی و بیان ولغت، تفسیر و اصول تفسیر، حدیث واصول حدیث اور فقہ اور اصول فقہ وغیرہ کے اہم علمی مباحث آئے تو آپ نے ان کی پیچیدہ گتھیوں کو ایسا سلجھایا کہ ارباب وعلم و دانش اور اصحاب فکر ونظر عش عش کرنے لگے۔ آپ اپنے اہم علمی کمالات کے سبب بحث ومناظرہ تحقیق وتدقیق کے جس میدان میں قدم رنجا ہوئے، فتح ونصرت اور ظفر و کامرانی نے آپ کی قدم بوسی کی اور میدان مناظرہ میں فریق مقابل پر آپ کا ایسا علمی رعب وخوف قائم ہوا کہ اس کی خوش بیانی، شعلہ نوائی زبان آوری جاتی رہتی اور ادھر ادھر کی ہانکنے لگتا اور عنادو ہٹ دھرمی پر اتر آتا اور بحث ومناظرہ کے آداب واصولِ موضوعہ کو بالائے طاق رکھ دیتا مگر اہل سنت کا یہ شیر کبھی بھی فریق مخالف سے مرعوب نہ ہوتا بلکہ شیر بن کر میدان مناظرہ میں عباسی تیور اور رعب وجلال کے ساتھ ایسا گرجتا کہ باطل کی پیشانی پر پسینہ آجاتا اور اس کے خوابوں کا

شیش محل چکنا چور ہو جاتا اور اپنی چنگل سے ایسی مضبوط گرفت فرماتا کہ باطل کے لیے مجال دم زدن نہ رہتا اور بطور تحدیث نعمت یوں زمزمہ خواں ہوتا۔

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث ورضا کا

آگے سے میرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

شیر بیشہ اہل سنت نے علمی مناظروں کے ذریعہ باطل کو ایسا بے نقاب فرمایا کہ ان کی نفرت انگیز صورت اہل انصاف دیکھ کر ان سے نفرت وگھن کرنے لگتے ہیں۔ آج ہمارا اور دیوبندیہ وہابیہ وغیرہ کا بنیادی اختلاف عقائد کا ہے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی کی جس کے سبب وہ ایمان واسلام سے خارج اور ایسے کافر ومرتد ہیں کہ 'من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر'.

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنے مناظروں اور تحریروں کے ذریعہ ان کا کفر و ارتداد ایسا واشگاف کیا کہ آج تک وہ ان عبارتوں کی جس قدر تاویلیں کرتے ہیں وہ تاویل نہیں بلکہ مسخ وتبدیل ہیں۔ وہابیہ آج بھی ان ناپاک عقیدوں کی پردہ پوشی کرتے اور ان پر مناظرہ کرنے سے بھاگتے ہیں اور اگر مناظرہ میں آتے بھی ہیں تو اس کی توجیہ وتاویل میں بار بار وہی اِعادہ کرتے ہیں جن کا روشن رد علمائے اہل سنت نے فرمادیا ہے اور یہ فرما چکے ہیں کہ 'یہ قائل کے کلام کی توجیہ وتاویل نہیں بلکہ اس کی مراد و منشا کے خلاف اس کے کلام کا مسخ اور تغییر وتبدیل ہے'۔

آج باطل اپنی بدعقیدگی کی پردہ پوشی کے لیے نت نئے روپ میں ہمارے سامنے آرہا ہے ہمیں ان جدید فتنوں کے سد باب کے ساتھ ساتھ اس کی اصلی اور حقیقی صورت کو طاقِ نسیاں میں نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اسے ضرور بے نقاب کرنا چاہیے کہ ایمان وکفر کا معاملہ بڑا ہی اہم ہے۔

آج باطل کی پوری کوشش ہے کہ نت نئے فتنے رونما کردیے جائیں۔ ہمارا عیب، ہمارا جرم، ہمارا کفر طاق نسیان ہوجائے اور ساری توجہ نت نئے فتنوں کی طرف ہوجائے۔ جب باطل کے وہ ناپاک عقیدے آج تک ان کی کتابوں میں ثبت ہیں اور آج تک انہوں نے ان گستاخانہ کفری عبارتوں سے اپنی براءت و بےزاری ظاہر نہ کی اور نہ ان سے توبہ اور رجوع کیا بلکہ اس کے جدید ایڈیشن طبع ہورہے ہیں اور مزید فتنوں کا دروازہ کھولا جارہا ہے تو تمام فتنوں کی اصل و بنیاد جو کفر وارتداد کے ناپاک عقائد ہیں جن کی بنیاد پر ہمارا اختلاف ہے انہیں کیوں نہ واشگاف کیا جائے کہ امت مسلمہ ان کے فتنۂ کفر و ارتداد سے محفوظ و مامون رہے اور باطل فرقے نئے فتنوں کی ہمت نہ کریں اور ہمیشہ کے لیے دفن ہوجائیں۔

ہمارے اکابر علمائے اہل سنت خصوصاً سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، مجاہد جلیل حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی، حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی، افقہ امت سرکار مفتی اعظم ہند، صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی، فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ، سیدنا سرکار شیر بیشہ اہل سنت اور سیدنا سرکار مجاہد ملت و حافظ بخاری رحمہم المتعال وغیرہم نے اپنے لسان وقلم کے ذریعہ باطل سے مسلسل جہاد فرما کر ہمیں بھی اس پیہم جہاد کی اس وقت تک دعوت دی جب تک کہ وہ کفر و اِرتداد سے علی رؤس الاشہاد تائب نہ ہوجائیں۔

آخری تمنا : شیر بیشہ اہل سنت کی ساری زندگی خدمت دین متین میں گزر گئی، عمر کا کارواں جب بہت آگے بڑھ گیا تو ضعف ونقاہت کے باعث آپ پر بیماری کا حملہ ہوا۔ جب یہ بیماری بڑھی اور کمزوری حد سے گزرنے لگی تو آپ نے حاضری مدینہ طیبہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ جو دارالامن، دار الایمان اور روحانی جسمانی دار الشفا ہے جس طرح بھی ہو وہاں کی حاضری نصیب ہوجائے۔ ہوائی جہاز سے جانے کا پروگرام بنایا، مگر

عمر اور وقت نے وفا نہ کی۔ اگرچہ ظاہری طور پر آپ کی یہ آخری تمنا پوری نہ ہو سکی؛ لیکن اس حسرت میں جان دے کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی دائمی و ابدی حاضری کی سعادت ضرور پالی۔

اِنتقال پُر ملال : ایمانی غیرت، ولولہ، مضبوطی، عقیدت و اِستقامت فی الدین میں شیر بیشہ اہلسنّت کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ عظمت شان رسالت کے نڈر اور بے خوف پاسبان تھے۔ غالباً ۶۱ رسال کی عمر میں ۸ رمحرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ رجولائی ۱۹۶۰ء بروز اتوار بیش بہا دینی خدمات اور اعلاے کلمۃ الحق فرمانے کے بعد آپ نے اس دنیاے فانی سے اس حال میں رحلت فرمائی کہ زبان پر کلمہ شریف کا ورد جاری تھا۔ پیلی بھیت میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار منبع فیوض و برکات اور مرجع خلائق ہے۔

علما و مشائخ کی نظر میں

[شیر بیشہ اہلسنّت کے تعلق سے بعض معروف مشاہیر اہل سنت و جماعت کے تاثرات]

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، آفتاب کشور ولایت، تاجدار اہل سنت، مقتداے دین و ملت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا :

'وہی بیشہ اہل سنت کے شیر ہیں اور میدانِ حق گوئی کے مرد دلیر ہیں۔ انہوں نے درحقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ 'سوڈیڑھ سو مولوی بھی مل کر وہ کام نہیں کر سکتے جو اللہ اور اس کے رسول کے فضل و کرم سے اکیلے مولانا حشمت علی کر لیں گے'۔ (بحوالہ نوری کرن بریلی ستمبر ۱۹۶۰ء)

حضرت حجۃ الاسلام، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلف اکبر حضرت مفسر اعظم ہند علامہ مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی

میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا بیان ہے :

’ابا جی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں: ایک مولانا سردار احمد صاحب اور ایک مولانا حشمت علی صاحب۔

ملک العلما مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

......حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب میری نگاہ میں زبردست سنی ناصر دین متین تھے اور عمر اسی نصرت دین میں صرف فرمائی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

استاذ العلما، جلالۃ العلم، سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کے علمی فضل و کمال جاہ وجلال اور آپ کے گوناگوں اوصاف وکمالات کی حقیقت کشائی کرتے ہوے فرماتے ہیں :

’حضور شیر بیشہ اہل سنت کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شان رکھتی ہے۔ آپ نے گورستانِ وہابیت میں سناٹا کر دیا، گلستانِ دیوبندیت کو تاراج کر دیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا، بڑے بڑے سورماؤں کو آپ سے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ نجد کے بڑے بڑے وفادار اور منظورِ نظر اس شیر سنت کے نام سے کانپتے لرزتے تھے۔ ہند کی شخصیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہو جاتا تھا۔ اس شیر سنت نے جس طرف رخ کر دیا حق وصداقت کے ڈنکے بجا دیے، باطل کے پرخچے اُڑا دیے۔ یہ حضرت ممدوح نے وہ نمایاں شان دار دینی خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک آپ کی زرّیں یادگار ہیں۔ میدان تبلیغ ومناظرہ میں آپ خود ہی اپنی مثال تھے‘۔

اَدری کا مشہور مناظرہ جو دیوبندی جماعت کے منظورِ نظر، اُن کے امام المناظرین

اور سرکار شیر بیشہ اہل سنت کے مابین ہوا' سرکار محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس مناظرے کے اِنعقاد سے قبل اپنے مکتوب خاص میں فرمایا :

'جہاں تک منظور کے علمی اِستعداد کا حال ہے اس کی سرکوبی کے لیے اعز الاخوان ، فاضل جلیل الشان ، مولانا مولوی محمد حشمت علی صاحب نہ صرف یہ کہ کافی سے زیادہ ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو اس مناظرے کو منظور کرکے 'ہضماً لنفسہٖ' تنزل سے کام لیا ہے ۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ حشمت کے جلو میں فتح ونصرت رہی اور منظور و مفرور کا تو قافیہ ہی ایک ہے'۔

علامہ ابوالبرکات قادری شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف' آہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت ! دنیاے اہل سنت کو صدمہ عظیمہ' کے زیرعنوان لکھا ہے :

'اہل سنت کے حلقہ میں یہ خبر انتہائی رنج و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ امام المناظرین حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی قدس سرہ العزیز طویل عرصہ علیل رہ کر ۳ ر جولائی ۱۹۶۰ء کو پیلی بھیت میں رحلت فرما گئے ۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ علم وعمل ، زہد و تقوی ، پختگی مسلک غرض ہر اعتبار سے مولانا مرحوم کا وجود مقدس اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا مظہر اتم تھا دنیاے سنیت میں اب کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو میدانِ مناظرہ میں مولانا مرحوم کی کمی کو پورا کر سکے'۔

(السعید۔ملتان جولائی ۱۹۶۰ء)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ شیر بیشہ اہل سنت کو ان کی خدماتِ جلیلہ کے عوض کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے ۔ اوران کے باقیاتِ صالحات کو ازجلد منظر عام پر لانے کی ہمیں توفیق بخشے تاکہ بیش از بیش خلق خدا اُن کے جواہر علمیہ اور دُررِ فقہیہ سے مستفید ہو سکے۔ آمین یارب العالمین بجاہ طٰہٰ ویٰس ﷺ

فہرست مضامین

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الحمد للّٰہ خالق البرایا . والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ المطلع بإذن ربہ علی الغیوب والخفایا . العلیم بالسرائر والخبایا . قاسم خزائن اللّٰہ ومختار نعمہ ومانح العطایا . شفیع الذنوب ومقیل العثرات وماحی الخطایا . واٰلہ وصحبہ . وابنہ وحزبہ .وعلماء ملتہ و أولیاء أمتہ . وعلینا وعلیٰ سائر أھل سنتہ . وجمیع المجددین لدینہ . والمتوسلین بذیل جماعتہ . اٰمین .

پیارے عزیز سنی بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے حبیب ومحبوب مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سچا بندۂ بارگاہ بنائے۔آمین۔

حضور پرنور امام اہل سنت، مجدد دین وملت، سیدنا اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی اور نام نامی سے کون سنی مسلمان نا واقف ہے؟۔ وہابیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو جس نے روکا، ہزار ہا بندگان خدا کو دیو بندیت کے جال سے جس نے بچایا، اقطار واکناف کے اشرار کفار ومرتدین کے شر وفریب سے جس نے بھولے بھالے سنیوں کو محفوظ رکھا، وہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ذات قدسی صفات ہے۔ اہل سنت کا بچہ بچہ اگر حضور کے اِحسانات کا شکر یہ مدت العمر اَدا کرتا رہے تو بھی حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارِ احسان سے سبک دوش نہیں ہوسکتا۔

حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن بندگانِ خدا سے ہیں جن کا فیض بعد وصال بھی جاری رہتا ہے۔ آستانۂ عالیہ رضویہ سے اب بھی اہل سنت کے لیے ہدایت کے چشمے جاری ہیں۔ حضور کا مقدس دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اِسلام اہل سنت و جماعت، بریلی شریف سنی بھائیوں کو ہدایت و رہنمائی کے لیے بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے علما و مبلغین شہروں، قصبوں، دیہاتوں میں حمایت اسلام و حفاظت مذہب اہل سنت کے لیے دورے کررہے ہیں۔

دارالعلوم کا ایک وفد جو حضرت واعظ اسلام، حامی سنت، ماحی بدعت، مولانا مولوی محمد غلام رسول صاحب قادری رضوی بہاول پوری زیدمجدہم مبلغ آستانۂ عالیہ رضویہ اور حضرت شیر بیشۂ اہل سنت، ناصر سنیت، سرشکن دیوبندیت، مولانا مولوی حافظ و قاری ابوالفتح، عبیدالرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم' مفتی جامعہ رضویہ، بریلی شریف پرمشتمل تھا، تقریباً چار ماہ ہوئے، بمبئی' مبلغ وہابیہ عبدالشکور کاکوری ایڈیٹر 'النجم' سے مناظرہ کرنے کے لیے آیا۔ وفد مذکور نے بمبئی، پونہ، تھانہ، بھیمڑی، کلیان وغیرہ مقامات میں جو بیش بہا خدمات انجام دیں وہ وقتاً فوقتاً 'رسالت' بمبئی، 'صوت الحق' بمبئی، 'غالب' بمبئی وغیرہ سنی اخبارات میں شائع ہوتی رہیں۔

ہمارا شہر سورت بھی حضرت شیر بیشہ سنت، سیف اللہ المسلول، مولانا مولوی محمد ہدایت رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مداح الحبیب مولانا مولوی محمد جمیل الرحمٰن خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت حامی سنت مولانا محمد بشیر الدین خاں صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی مقدس دردمندِ ملت ہستیوں کے جوار رحمت وسایۂ فضل رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چلے جانے کے بعد وہابیوں، دیوبندیوں کی جولان گاہ بن گیا تھا۔ رحمت الٰہی سے اُمید تھی کہ بمبئی میں اُن حضراتِ حامیان دین وسنت کے ورودِ مسعود کی خبر سن کر مسرت بے اندازہ ہوئی، اور ہم غریب سنیوں نے ان حضرات کو

سورت تشریف لانے پر مجبور کیا۔ الحمدللہ کہ ہماری عرض قبول فرمائی گئی، اوران حضرات نے اپنے مبارک قدوم سے اس سرزمین کو مشرف فرمایا۔

یہاں کے جلسوں کی کیفیت اور مسلمانوں کا اُن چراغانِ بزم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پروانہ وار نثار ہونا، بہت سے بھٹکے ہوؤں کا راہِ راست پر آجانا وغیرہ واقعات کی تفصیل کرنی طوالت چاہتی ہے۔ تقریباً دوسال ہوئے کہ علاقۂ گجرات کے دیوبند ثانی بلکہ دیوبند کے باعث بقا وسبب زندگی 'راندیر' ضلع سورت کے وہابیوں، دیوبندیوں نے ایک اُردو ٹیچر منشی عمر خاں کے نام ایک تحریر 'فضل ربّ خبیر' شائع کروائی۔ اس میں علاوہ قسم قسم کی گستاخیوں، بے باکیوں کے صفحہ ۱۱ پر یہ مضمون بھی تھا :

'حرمین شریفین سے دیوبندیوں کے کفر پر جوفتوے لیے گئے ہیں جب علمائے حرمین پر اصل عبارات ظاہر ہوئیں تو انھوں نے دیوبندیوں کو کفر کے فتوے سے بری کردیا اور انہیں مسلمان لکھ دیا'۔

حضرات علما نے یہاں آکر جب 'فضل ربّ خبیر' ملاحظہ فرمائی تو خیال ہوا کہ راندیر کے دیوبندیوں سے وہ دوسرا فتویٰ دیکھ لیا جائے۔ اس بنا پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی صاحب نے ایک خط منشی عمر خاں کو لکھا کہ اپنے بڑوں کو بلائیے، اور حرمین شریفین کا وہ فتویٰ جس میں علمائے حرمین نے دیوبندیوں کو مسلمان لکھ دیا ہے ہمیں دکھائیے۔

عمر خاں نے اس چیلنج کو قبول کیا، اور مختلف تحریروں کے آنے جانے کے بعد- جو ہمارے پاس موجود ہیں- لکھ دیا کہ ہماری طرف سے مناظرین' مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر' النجم' اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ہوں گے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان صاحب نے تاریخ مناظرہ ۷؍جمادی

الاخریٰ ۱۳۴۴ھ روز پنج شنبہ دس بجے دن کو، اور مقام مناظرہ خود وہابیوں کی محبوب مسجد چناروواڑہ -جس میں اس سے پہلے علمائے اہل سنت کو مناظرہ کے لیے بلاتے رہے اور ان حضرات نے انھیں قابل خطاب نہ سمجھ کر ان کی اس ہوس کو پورا نہ کیا تھا- مقرر کر دیا۔ اور صاف لکھ دیا کہ بروز پنج شنبہ ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ دس بجے دن کو- ان شاء اللہ- میں ضرور 'راندیر' حاضر ہوں گا، آپ اپنے مناظرین کو تیار رکھیں۔

دوشنبہ، سہ شنبہ کو بمقام پادرا، علاقہ ریاست بڑودہ میں غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر'اہل حدیث' سے تحریری مناظرہ ہوا، جس میں حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان صاحب نے غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل کو گل در گل ثابت کر دکھایا۔

غیر مقلدوں کا شیر پنجاب' شیر بیشۂ سنت کے مقابل میں شغال نظر آیا۔ دو روز تک شیر پنجاب نے کوششیں کیں، دانتوں پسینہ آ گیا۔ شیری پنجاب سے کام لینا چاہا مگر غیر مقلدوں کا کفر نہ اٹھا سکے، انہیں مسلمان ثابت نہ کر سکے، جانبین کی دستخطی تحریریں موجود ہیں جو- ان شاء اللہ تعالیٰ- عنقریب شائع ہو کر اہل سنت کو شاد ماں اور غیر مقلدین کو نادم بنائیں گی۔

چہار شنبہ کو وہاں سے فارغ ہو کر حضرات علمائے مبلغین جامعہ رضویہ سورت پہنچے اور پنج شنبہ کو اپنے وعدے کے مطابق 'راندیر' پہنچے۔ ابھی مسجد چناروواڑہ دور تھی کہ پولیس کے سپاہی آ گئے اور کہا کہ آپ کے متعلق ایک عرضی دی گئی ہے؛ اس لیے پہلے آپ کو تھانہ میں چلنا پڑے گا۔

اس وقت معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے ناپاک دھرم میں یا رسول اللہ، یا غوث، کہنا شرک ہے انہوں نے مناظرہ سے جان بچانے کے لیے یا پولیس المدد، یا تھانہ دار الغیاث کا ڈبل شرک اوڑھا ہے۔

حضرات علمائے کرام تھانہ میں پہنچے، تھانہ دار صاحب سے باتیں ہوئیں، اور جب ان کی سمجھ میں آ گیا تو کہہ دیا: آپ جائیے، وعظ ومناظرہ جو چاہیے کیجیے؛ مگر فساد نہ ہونے پائے۔

اب حضرات علما وہاں سے پھر مسجد چنارواڑہ پر پہنچے، مسجد میں داخل ہونا چاہا تو بعض صاحبان' وہابیوں کی طرف سے آئے اور نہایت شریفانہ انداز سے فرمایا: 'یہاں نہ اُترو، متولی کی اجازت نہیں'۔

بہت کچھ کہا گیا مگر ان حضرات کو علما کا داخل ہونا کسی طرح منظور نہ ہوا اور یہاں تک کہہ دیا کہ: 'یہ مسجد نہیں بلکہ ہمارا گھر ہے بغیر ہماری اجازت کے تم اندر نہیں گھس سکتے ہو'۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ دربھنگی اور کاکوروی صاحبان کو سنا گیا کہ مناظرہ کے تار دیے گئے؛ مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ خدام آستانۂ عالیہ رضویہ سے مقابلہ کرنا پڑے گا تو ان دونوں نے آنے سے صاف اِنکار کر دیا۔

مجبوراً حضرات علما واپس ہوئے، اور حضرات تبعِ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آستانے کے قریب مسجد نایت واڑہ میں آ کر بیٹھے اور اپنے سنی بھائیوں کو صبر وسکون کی تلقین فرمائی اور اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور تمام حاضرین اہل سنت نے کھڑے ہو کر دست بستہ صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔

یہاں تو یہ حال تھا اور اُدھر سنا گیا کہ بعض دولت مندوں نے راندیر کے دیوبندی مولویوں سے یہ کہا کہ: 'اگر تم نے مناظرہ نہ کیا تو ہم دیوبند کا چندہ بند کر دیں گے'۔ مجبوراً حضرات دیوبند یہ مسجد نایت واڑہ میں آ پہنچے۔ اس وقت کی گفتگو کا شریفانہ انداز تو کچھ ان ہی سے پوچھیے جو وہاں موجود تھے۔ دیوبندی تہذیب اپنی انوکھی، نرالی، بانکی، ترچھی اَدائیں دکھا رہی تھی۔

ایک صاحب اچھل کر اپنی ٹوپی پھینک دیتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کود کر اپنا عمامہ اچھال دیتے ہیں۔ کوئی مولوی صاحب سر برہنہ ہوکر چیخ پڑتے ہیں۔ کوئی صاحب گھبرا کر چلا اٹھتے ہیں؛ مگر سنیوں نے تحمل سے کام لیا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت وحضرت واعظ اِسلام نے اپنے بھائیوں کوتر کی بتر کی جواب دینے سے باز رکھا۔

اس خاص اندازِ گفتگو سے وہابیہ کا مقصد بجز اس کے اور کیا تھا کہ فتنہ وفساد برپا ہو اور مناظرہ کی آفت سر سے ٹلے۔ بار بار یہی تقاضا تھا کہ ہمارے مولوی مناظرہ کے لیے کسی وجہ سے نہ آسکے، مناظرہ آپ ہمارے ساتھ کرلیں۔ ادھر سے کہا جاتا ہے کہ 'ہم آپ کے ساتھ نہیں کرتے آپ اپنے تحریر کردہ مناظرین کو بلائیے اور مناظرہ ان سے کروائیے'۔

مولوی محمد حسین صاحب(۱) نے فرمایا: 'اگر ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ تک آپ ٹھہریں تو ان ہی کے ساتھ کرلیں'۔ حضرت واعظ اسلام مولانا غلام رسول صاحب نے فرمایا: 'ہم ۱۵ر تک ٹھہر جائیں گے، آپ ایڈیٹر 'النجم' اور در بھنگی صاحب کو بلا لیجیے، مناظرہ ہم ان ہی کے ساتھ کریں گے'۔

راندیری جی نے پھر پلٹا کھا کر فرمایا: 'نہیں پندرہ تاریخ کو چھوڑیے، مناظرہ ہمارے ہی ساتھ کرلیجیے'۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے بڑے بڑے چوٹی کے مناظر شیر بیشۂ سنت کے مقابل آنے اور اپنے اَذناب کی مشکل کھولنے سے مجبور ہیں۔

---

(۱) مسلمانو! یہ وہی مولوی محمد حسین صاحب ہیں جو مختلف مقامات اور گاؤں میں مدرسے کھول کھول کر مسلمانوں کے بچوں کو وہابی، دیوبندی بنا رہے ہیں۔ وہابیوں کی کتابیں 'تعلیم الاسلام' و 'بہشتی زیور' کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔ اشاعت اسلام کے بہانے سے مسلمانوں سے چندہ وصول کراتے اور ناواقف مسلمانوں اور ان کے بچوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ سنیو! ہوشیار۔ دیکھو وہابیہ تمہاری سنت کی تاک میں ہیں۔ مسلمانو! خبردار۔ دیکھو! دیوبندیہ تمہاری مسلمانی پر منہ مار کر تمہیں وہابی بنانا چاہتے ہیں۔ وماعلینا إلا البلاغ۔

راندیر کے وہابی مولویوں کی طرف سے اِصرار ہوا کہ تحریری مناظرہ نہ ہو صرف تقریری ہو؛ اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ مناظرہ میں حق پر باطل کبھی غالب نہیں آسکتا، یقیناً انہیں شکست ہوگی، اگر مناظرہ تحریری ہوگا تو جانبین کی دستخطی تحریریں پبلک کے سامنے پیش ہوں گی اور وہابیوں کا عجز وفرار اس وقت تک پیش نظر رہے گا جب تک وہ تحریریں باقی رہیں گی اور جس طرح اب وہابیہ اخباروں، اشتہاروں میں اچھل کود رہے ہیں اس کا موقع نہ رہے گا۔ دنیا دیکھ لے گی کہ وہابیہ، دیوبندیہ اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر نہیں اٹھا سکتے۔

پھر یہ بھی کہا گیا کہ مناظرہ جلسۂ عام میں نہ ہو بلکہ سو(۱۰۰) سو(۱۰۰) آدمی جانبین کے ہوں اور خود وہابیوں کے مدرسہ محمدیہ واقع مورابھاگل راندیر میں مناظرہ ہو۔ مقصود یہ تھا کہ نہ علمائے اہل سنت ان لغو وبیہودہ شرطوں کو منظور کریں گے نہ مناظرہ ہوگا۔ جاہلوں کو سمجھالیں گے کہ ہم مناظرہ کے لیے تیار تھے، علمائے اہل سنت نے منظور ہی نہ کیا؛ مگر شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب نے 'وَاُمْلِی لَهُمْ اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ' [اور میں انھیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے] پر بھروسہ کرکے ساری شرطیں ان کی منظور فرمالیں اور شنبہ ۹/ رجمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ کو دن کے دس بجے مناظرہ شروع ہوا۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب کے ہمراہ حضرت واعظ اسلام مولانا مولوی غلام رسول صاحب مبلغ آستانۂ عالیہ رضویہ، حضرت مولانا مولوی محمد یوسف صاحب فقیہ قادری چشتی اشرفی خطیب جامع مسجد بھونڈی، حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبدالمجید صاحب دہلوی، حضرت مولانا مولوی سید غیاث الدین صاحب، جناب مولانا مولوی سید احمد علی صاحب سارسوی اور جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب کشمیری تھے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا مولوی حشمت علی صاحب نے اپنا دعویٰ کہ 'دیوبندی مولوی کافر ہیں' اس طرح ثابت فرمایا کہ

(۱)......اشرفعلی تھانوی نے 'حفظ الایمان' صفحہ ۶/ پر لکھا :

'پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ اَمر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے'۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع علیمی دہلی۔ ایضاً صفحہ ۱۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی۔ ایضاً صفحہ ۱۳ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)

دیکھیے! تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں: کل علم غیب اور بعض علم غیب۔ کل علم غیب تو خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عقلاً ونقلاً باطل مانا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ رہا مگر بعض علم غیب، تو اس کو کہتے ہیں کہ ایسا علم غیب تو ہر بچہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ یہ یقیناً حضور کی توہین ہے اور حضور کی توہین کرنے والا یقیناً کافر ہے۔

(۲)......رسالہ 'الامداد' تھانہ بھون، صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک واقعہ چھاپا گیا ہے کہ ایک شخص خواب میں 'لاالہ اِلا اللّٰہ اشرفعلی رسول اللّٰہ' پڑھتا ہے، بیدار ہوکر درود پڑھتا ہے 'اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی' دن بھر اس کا یہی حال رہتا ہے تھانوی صاحب اسے توبہ وتجدید اسلام کا حکم نہیں دیتے بلکہ اس پر راضی رہتے ہیں، اور جواب لکھتے ہیں: 'اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے'۔ غیر نبی کو نبی کہنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں کافر ہیں۔

(۳)......رسالہ 'الامداد' صفر، ۱۳۳۵ھ میں ہے :

'ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں، میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن بیوی ملے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف

پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے'۔

ملاحظہ ہو! کشف میں اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تشریف لانا گڑھا اور تعبیر یہ دی کہ کم سن بیوی ملے گی، یہ کھلی توہین ہے، وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں، ان کی ناقۂ مبارکہ کے پاؤں کے نیچے کے غبار پر ہماری ماؤں کی عزتیں، آبروئیں صدقے ہوں، کوئی بھنگی سا بھنگی، چمار سا چمار، ذلیل سا ذلیل، رذیل سا رذیل بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر بیوی ملنے سے تعبیر نہ دے گا۔

(۴)......انبیٹھوی وگنگوہی صاحبان نے 'براہین قاطعہ' صفحہ ۲۶ پر لکھا :

'ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا: آپ تو عربی ہیں آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا؟ فرمایا: 'جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی'۔ سبحان اللہ! اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا'۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یوں کہنا کہ دیوبندی مولویوں سے مل کر اُردو زبان آ گئی، حضور ﷺ کی کھلی توہین اور کھلا کفر ہے۔

(۵)......'براہین قاطعہ' صفحہ ۵۱ پر خلیل احمد انبیٹھوی ورشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :

'شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے'۔

ملاحظہ ہو! شیطان کے لیے تمام روے زمین کا علم غیب نص سے یعنی قرآن عظیم وحدیث کریم سے ثابت مانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ماننے کو شرک بتایا، یہ کھلی توہین اور قطعی کفر ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب راندیر کے وہابیوں کی طرف سے مناظر تھے اور ان کی مدد پر مولوی مہدی حسن صاحب، مولوی محمد ابراہیم صاحب، مولوی عزیز گل صاحب وغیرہ تھے۔ بجائے اس کے کہ اپنے پیشواؤں سے کفر کو اُٹھاتے، اُلٹے سولات شروع کر دیے کہ کافر کی کیا تعریف ہے؟ ضروریاتِ دین کسے کہتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ان کا ایک مختصر اور فیصلہ کن جواب دے دیا کہ: 'ان سولات کے جو جوابات آپ کے نزدیک ہیں وہی ہمیں بھی مسلم ہیں ان میں وقت ضائع نہ کیجیے، اپنے بڑوں سے کفر اٹھائیے'۔ راندیری صاحب نے 'شرح مواقف' کی عبارت بہت چمک کر پیش کروائی(۱)، اور کہا: 'جو مضمون 'حفظ الایمان' میں ہے وہی 'شرح مواقف' میں ہے، پھر شارحِ مواقف کو بھی کافر کہیے'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ 'آگے اور پیچھے پڑھیے: كما أقررتم به اور حيث جوزتموه یعنی فلاسفہ پر اعتراض ہے کہ تم کہتے ہو کہ بیماروں اور سونے والوں اور ریاضت کرنے والوں کو بھی غیب کا علم ہو جاتا ہے تو تمہارے مذہب پر علم غیب نبی اور غیر نبی سب کو ہوتا ہے، یہ شارح مواقف کا مذہب نہیں بلکہ فلاسفہ کا قول ہے، شارح مواقف اس کا رد فرما رہے ہیں۔ بخلاف 'حفظ الایمان' کے کہ اس میں خود اپنی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں، جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دی۔ تو تھانوی صاحب کافر ہیں اور شارحِ مواقف مسلمان ہیں'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے علمائے حرمین کا متفقہ فتویٰ 'حسام الحرمین شریف' پیش کیا کہ تمام علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ تھانوی کافر اور جو اس کے کفر پر آگاہ ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

(۱) یعنی مناظر تو وہابیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب تھے مگر عبارت شرحِ مواقف مولوی مہدی حسن صاحب سے پڑھوائی۔ ۱۲ منہ

اس کے جواب میں راندیری جی نے 'المہند' پیش کی اور کہا کہ اس میں بھی علمائے حرمین شریفین کی پچاس مہریں ہیں، علمائے مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ نے دیوبندیوں کو بالخصوص تھانوی صاحب کو مسلمان لکھا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'المہند' میں کل پانچ مہریں حرمین شریفین کی ہیں باقی ساری مہریں علامہ برزنجی کے رسالے پر تھیں، اس پر سے انبیٹھوی صاحب نے 'المہند' پر اُتارلیں، باقی سب مصر، دیوبند وغیرہ کے وہابیوں کی مہریں ہیں۔ پھر ان پانچ میں حضرت مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب کی نسبت خود اِقرار ہے کہ ان حضرات نے اپنی تقریظیں واپس لے لیں اور نقل دونوں کی 'المہند' میں موجود ہے۔

جب ان دونوں حضرات پر انبیٹھوی صاحب کی فریب کاری کھل گئی تو انہوں نے اپنی تصدیق لے لی اور 'المہند' کو قابل تصدیق نہ جانا۔ پھر ان کی مہر نقل کرلانا اور واپسی کا اِقرار چھاپ دینا وہی مضمون ہے کہ ۔

چہ دلاور است دزدے ☆ کہ بکف چراغ دارد

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ 'المہند' ایک جعلی، جھوٹی، بناوٹی، فرضی، مصنوع کتاب ہے، اس میں اصلی عبارتیں دیوبندیوں کی نہیں لکھیں۔ ملاحظہ ہو 'المہند' میں تھانوی کا کلام یوں نقل کیا :

> 'پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہوتو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض غیب، کوئی غیب کیوں نہ ہو، پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگر چہ تھوڑا سا ہو زید وعمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چاپایوں کو بھی حاصل ہے'۔

'حفظ الایمان' کی اصل عبارت آپ کے پیش نظر ہے، بتائیے یہ جعلی عبارت اس میں کہاں ہے؟ اگر انبیٹھوی جی کو اصل عبارت میں کوئی کفر، کوئی توہین نظر نہیں آتی تھی تو وہی اصل عبارت کیوں نہیں پیش کی؟ دوسری عبارت کیوں گڑھی؛ مگر معلوم ہوا کہ اس کی اصل ہی میں خطا تھی، دیوبندی حضرات بھی اسے کفر و توہین جانتے تھے اسی وجہ سے اصل عبارت نہیں پیش کی؛ ورنہ اسی بات پر فیصلہ ہے اگر آپ 'المہند' کی عبارت 'حفظ الایمان' میں دکھا دیں تو آپ جیتے میں ہارا۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ دیوبندیوں کو خوف اور یقین تھا کہ اگر اصل عبارت 'حفظ الایمان' پیش کر دی جائے گی تو اس میں ضرور توہین و کفر ہے، پھر مکۂ معظّمہ اور مدینۂ طیبہ سے قسمت کا لکھا کفر کا تمغہ مل جائے گا؛ ورنہ اس عبارت بدلنے کی کوئی معقول وجہ پیش کی جائے۔ اب تو راندیری جی بغلیں جھانکنے لگے۔ یہ مطالبہ آخر تک دیوبندیوں، وہابیوں پر قائم رہا اور وہ اسے ہاتھ نہ لگا سکے اور نہ اب کوئی وہابی دیوبندی 'المہند' میں 'حفظ الایمان' کی عبارت دکھا سکتا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ اگر 'حفظ الایمان' کی عبارت میں کوئی توہین نہیں تو آپ تھانوی جی کے لیے بھی ایسا ہی لکھ دیجیے کہ 'مولوی اشرفعلی کو کل علم نہیں بعض علم ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو گدھے، کتّے، الّو، سور، بھینس، بیل کے لیے بھی حاصل ہے'۔

یہ مطالبہ بھی راندیری جی پر اخیر تک قائم رہا۔ راندیری جی نے 'حفظ الایمان' کے گھاؤ میں بتی رکھوانے کے لیے 'بسط البنان' تھانوی جی کی کھولی اور اس کی طویل عبارت سنا کر بولے 'ایسا کا لفظ ہمیشہ تشبیہ کے لیے نہیں آتا اور اگر تشبیہ کے لیے بھی ہو تو من کل الوجوہ نہیں بلکہ من بعض الوجوہ'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'مولوی صاحب! اگر میں آپ کو کہوں کہ آپ کی

صورت کی کیا تخصیص ہے؟ ایسی تو گدھے کی بھی ہے۔ آپ کی ناک کی کیا خصوصیت ہے، ایسی ناک تو سور کی بھی ہے، اور ایسی ناک کتّے کی بھی ہے۔ آپ برا نہ مانیے میں 'بسط البنان' کی طرح کہہ دوں گا کہ 'ایسی' کا لفظ ہمیشہ تشبیہ کے لیے نہیں آتا اور اگر تشبیہ بھی ہو تو من کل الوجوہ نہیں بلکہ من بعض الوجوہ۔ سور، کتّے، گدھے کی ناک اور صورت بھی خدا کی مخلوق ہے، اور آپ کی ناک اور صورت بھی خدا ہی کی مخلوق ہے۔ وہ بھی گوشت پوست کی بنی ہوئی ہے، اور آپ کی بھی گوشت پوست سے بنی ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ وجوہِ مشابہت چند ہیں۔ اگر آپ کو یہ برا لگے تو ثابت ہو جائے گا کہ 'حفظ الایمان' میں ضرور توہین ہے'۔

اس پر دیوبندی مولوی چیخ پڑے کہ یہ گالیاں ہیں، یہ ہماری توہین ہے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے کھڑے ہو کر فرمایا: 'الحمد للہ! فیصلہ ہو گیا۔ جب ایک عبارت آپ جیسے مولویوں کی شان میں توہین ہے تو ویسی ہی عبارت 'حفظ الایمان' میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے'۔

یہ سن کر راندیری جی سٹ پٹا گئے اور کوئی جواب نہیں بن پڑا اور نہ اب کوئی دیوبندی اس کا جواب لا سکتا ہے۔ راندیری جی نے بہتیری کوشش کی مگر تھانوی جی کا کفر نہ اُٹھا سکے، جو بات کہی اس کا دندان شکن جواب فوراً دے دیا گیا تو گھبرا کر پھر 'بسط البنان' تھانوی جی کی لے کر یہ مضمون پڑھا کہ تھانوی جی نے فرمایا: 'یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا جو شخص صراحۃً یا اشارۃً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں کی طرح بتائے وہ کافر ہے'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'حفظ الایمان' چھپی ہوئی نہیں چھپی ہوئی موجود ہے دیکھ لیجیے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کل علم غیب کا اِنکار کیا ہے۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے بعض ہی علم غیب رہ گیا اسی کو منہ بھر کر کہہ دیا کہ: اس میں

حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو بچوں، پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ پھر 'بسط البنان' میں انکار کرنا اور ایسا کہنے والے کو کافر کہنا تقیہ نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ یہ تو خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دینا ہوا۔ 'حفظ الایمان' میں دنیا دیکھ رہی ہے کہ تھانوی جی نے یہ مضمون لکھا اور 'بسط البنان' میں ایسا کہنے والے کو کافر کہا تو تھانوی جی اپنے منہ آپ کافر ہوگئے'۔

راندیری جی اس کے جواب میں بھی دم سادھ گئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ 'ایسا علم غیب جانوروں کو بھی حاصل ہے' یہ مضمون 'حفظ الایمان' میں موجود ہے۔ کیا آپ کسی آیت یا حدیث یا کسی دلیل شرعی سے ثابت کر سکتے ہیں کہ گدھے کو بھی علم غیب ہے اور بھینس کو بھی علم غیب ہے اور کتے کو بھی اور سور کو بھی؟' یہ مطالبہ بھی اخیر تک راندیری جی پر قائم رہا اور اب بھی کوئی وہابی، دیوبندی جانوروں کے لیے کسی دلیل شرعی سے علم غیب ثابت نہیں کرا سکتا!۔

رسالہ 'الامداد' صفر ۱۳۳۶ھ میں کلمۂ اشرفعلی پڑھوانے کو تسلی بخش بتانے کی راندیری جی نے یہ تاویل کی کہ 'وہ خواب کا معاملہ ہے، بے اختیاری کا واقعہ ہے'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'کیا اگر کوئی شخص تھانوی جی کو دن بھر گالیاں دیتا رہے اور شام کو کہہ دے کہ زبان میرے اِختیار میں نہ تھی، میں تو آپ کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر زبان میرا کہنا نہیں مانتی تھی، آپ کو گالیاں ہی دیے جاتی تھی، کیا اس کا یہ عذر تھانوی جی کو مقبول ہوگا'؟۔ وہ تو دن بھر اشرفعلی کو جاگتے ہوئے ہوش وحواس کے ساتھ نبی جپے اور اس کا کلمہ پڑھے اور آپ کے نزدیک خواب و بے اختیاری کا واقعہ ہے'۔

راندیری جی اس کے جواب میں دم بخود ہو گئے۔ راندیری جی نے ایک صاحب کا واقعہ حدیث سے بیان کیا کہ 'جب ان کا اونٹ مل گیا تو خوشی میں بے اختیار ہو کر ان کے منہ سے نکلا کہ اے خدا تو میرا بندہ، میں تیرا خدا'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: ’بے اختیاری میں زبان سے ایک دو جملے مختصر نکل سکتے ہیں نہ کہ دن بھر کوئی کفر بکتا رہے اور اتنا ہوش بھی ہو کہ اس کفر کو کفر ہی جانتا ہو اور شام کو کہہ دے: میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی‘۔ کوئی ایسا واقعہ جہان میں بتائیے کیا کہیں ایسا ہوا ہے؟ یا ہوسکتا ہے‘؟۔

راندیری جی اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔ راندیری جی نے اپنی فرار کی گلیاں بند پا کر گھبراہٹ میں کہہ دیا: اگر کافر ہوا تو وہ جس نے ’ **لا إلـه إلا اللّٰه اشرفعلي رسول اللّٰه** اور **اللّٰهم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلي**‘ پڑھا، اس میں تھانوی صاحب کا کیا کفر ہے‘؟۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ’بہشتی زیور‘ تھانوی جی کی کھول کر دکھا دیا: حصہ اوّل میں لکھا: ’جو کفر پر راضی رہے، کفر کو پسند کرے وہ بھی کافر ہے‘۔

جب اس شخص کا کفر آپ کو مسلم ہے اور تھانوی جی اسے پسند کر کے تسلی بخش بتا رہے ہیں تو ’بہشتی زیور‘ حصہ اوّل کی رو سے آپ کو تھانوی جی کا کافر ہونا بھی ماننا پڑے گا۔

راندیری جی اس کے جواب میں بھی مبہوت رہ گئے۔ درمیانِ مناظرہ میں بار بار گھبرا گھبرا کر مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے صدر کہنے لگتے تھے: ’کفر و اسلام کی بحث کو چھوڑو علم غیب(۱) پر مناظرہ کرو‘۔

---

(۱) حالانکہ شرائط مناظرہ جن کی منظوری پر مولوی محمد حسین صاحب راندیری اور حضرت شیر بیشہ سنت دونوں کے دستخط ہوئے ان میں پہلی شرط یہ ہے: موضوعِ مناظرہ یہ ہوگا کہ علمائے دیوبندی کے کفر اور عدم کفر پر گفتگو ہوگی، علمائے دیوبند کے کفر کے مدعی علمائے بریلی ہوں گے، مدعا علیہ علمائے دیوبندی ہوئے۔ اسی سے ثابت ہے کہ راندیری جی کے تمام سوالات موضوعِ مناظرہ سے خارج اور محض مہملات اور خرافات تھے جن کا جواب دینا شرائط مناظرہ کے خلاف تھا۔ اسی طرح اگر راندیری جی اپنا مسلمان ہونا ثابت کرا دیتے اور اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر اُٹھا دیتے تو علم غیب اور دوسرے مسئلوں پر بحث کرنے کا حق ہوتا۔ ۱۲ منہ

مگر اہل سنت کے مناظر حضرت شیر بیشۂ سنت نے راندیری جی کو اپنے آگے سے بھاگنے نہ دیا اور ان کی دکھتی رگ پر برابر نشتر پر نشتر لگاتے رہے جس سے آخر وہ گھبرا کر پریشان ہو گئے۔ جہال وعوام وہابیہ فتنہ وفساد پر آمادہ ہو گئے کہ اپنے مولویوں کی نہایت بدترین ذلت ورسوائی کی شرمناک شکست کو فساد کے پردہ میں چھپا دیں۔ مسموع ہوا کہ اس کا اِنتظام پہلے سے کر رکھا تھا کہ یہ انتہائی درجہ کی عاجزی ومجبوری اور بے شرمی کو دیکھ کر ان ہی صاحبوں کے صدر صاحب نے مناظرہ ختم کرا دیا۔

الغرض! تقریباً چار گھنٹے مناظرہ جاری رہا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کے پانچ اعتراضاتِ قاہرہ تھے جو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ راندیری جی نے دو پر تو کچھ ریز بھی کی اور تین کو ہاتھ نہ لگایا، وہ تینوں ان پر اخیر تک قائم رہے اور اب تک ہیں اور ہمیشہ وہ تینوں ان پر سوار رہیں گے۔

دو اِعتراضوں کے جواب میں جو مذبوحی حرکات دکھائیں ان کی قاہر ناز برداریاں برابر ہوتی رہیں۔ ایک بات خاص راندیری جی کی ہمارے ذکر کے قابل ہے کہ ۱۲ر بجے سے ۲ر بجے تک دو گھنٹہ کھانا کھانے نماز پڑھنے کے لیے دیے گئے، راندیر کے دیوبندی صاحبوں نے دونوں گھنٹے حدیثوں سے وہ باتیں ڈھونڈنے میں صرف کر دیے جن سے اپنے دھرم کے موافق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی توہین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ناپاک اِلزام لگا دیں- والعیاذ باللہ تعالیٰ-

مسلمانو! للہ انصاف!! وہابیوں، دیوبندیوں پر حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا اِلزام قائم ہے۔ راندیری وہابیوں کے دلوں میں اگر ذرہ برابر ایمان ہوتا تو فوراً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر سر جھکا دیتے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے، تھانوی کا دامن چھوڑ کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن تھام لیتے؛ مگر انہوں نے توبہ کرنے کے بدلے یہ کہنا شروع کر دیا کہ 'تھانوی نے توہین کی تو کیا ہوا؟

دیکھو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے'- والعیاذ باللہ-

اس سے بڑھ کر سعادت مند بیٹا کون ہوگا جس پر شراب پینے کا اِلزام ہو، وہ توبہ تو نہ کرے بلکہ یوں کہے: میں تو شراب ہی پیتا ہوں میرا باپ تو ننگا ہوکر ناچتا تھا اور پھر وہ بھی محض جھوٹ بولے- ولاحول ولاقوۃ الا باللہ-

راندیری جی نے بخاری شریف سے صلح حدیبیہ کی حدیث پڑھ کر کہا: 'حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے ایسی صلح کر لی جس سے ناک کٹ گئی'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے پوچھا: 'ناک کٹ گئی' یہ کون سے لفظ کا ترجمہ ہے؟' راندیری جی نے بکمال حیاداری کہہ دیا کہ 'یہ تو میں نے اپنی طرف سے اپنے محاورے میں کہہ دیا تھا'۔

پھر بخاری شریف سے حدیث قرطاس پڑھی اور'' أھجر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ' کا ترجمہ کر دیا کہ: 'عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہذیان بکا؟ ۔لعن اللّٰہ تعالیٰ قائلھا وقابلھا سائر الدھر .

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'جھوٹ ہے، یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہے۔ وہابی کو تو ہر بات میں توہین ہی نظر آتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے جدائی اِختیار فرمائی ہے؟ 'یعنی حضور کی مدد اور رحمت تو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، ہم گمراہ نہ ہوں گے، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو خلیفہ و اِمام نہ بنائیں گے پھر سرکار کو ایسے وقت تکلیف دینا مناسب نہیں۔

رافضی آپ سے بہت خوش ہوں گے، وہ بھی اسی حدیث کو پیش کر کے یہی ملعون ترجمہ کرتے ہیں۔ اور-معاذ اللہ- آپ ہی کی طرح سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر توہین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ناپاک اِلزام دھرتے ہیں۔

مگر آپ میں اور رافضیوں میں فرق ہے، ملعون روافض اس حدیث کا یہ ناپاک ترجمہ کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو جائز نہیں کہتے بلکہ توہین کو کفر ہی جانتے ہیں، اور اسی بنا پر-معاذ اللہ- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں، اور آپ اس حدیث کا یہ خبیث ترجمہ کر کے-معاذ اللہ-حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو جائز ثابت کرانا چاہتے ہیں-ولاحول ولاقوۃ الا باللہ-

راندیری جی شرمندہ تو ہوئے، اپنے اِشتہار میں اس حدیث کا نام نہ لیا مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ راندیری جی نے بخاری شریف کی یہ حدیث پیش کی کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق کے جنازہ پر جب حضور نے نماز پڑھنی چاہی تو 'أخذ ثوبہ' کا ترجمہ راندیری جی نے یہ گڑھا: 'عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر کھینچ لیا'۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: 'أخذ ثوبہ' کا ترجمہ تو یہ ہے کہ حضور کا دامن یا کپڑا پکڑ لیا۔ پھر ان کا دامن نہ پکڑیں تو کس کا دامن تھامیں، حضور ہی کا دامن کرم تو سارے جہاں کے ہاتھ میں ہے۔ 'پکڑ کر کھینچ لیا' یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟'۔

راندیری جی نے بکمالِ غیرت صاف کہہ دیا: 'یہ میں نے اپنی زبان میں کہہ دیا تھا'۔ راندیری جی نے بخاری شریف 'کتاب الامانات' سے 'حدیث اِفک' پیش کی اور ام المومنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یہ تہمت دھر دی کہ فرمایا: 'میں حضور کی تعظیم کے لیے نہ کھڑی ہوں گی نہ حضور کی تعریف کروں گی'۔

حالاں کہ اس سے پہلے یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم تشریف لائے اور ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بشارت سنائی کہ 'أحمدي الله فقد برئک اللّٰہ' اللہ کی تعریف کرو کہ اس نے تمہاری براءت نازل فرمادی۔ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: 'کھڑی ہو'۔ اُم المومنین نے جواب دیا: 'میں ابھی کھڑی نہ ہوں گی بلکہ پہلے میں اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گی' یعنی میں سرکار کا حکم کہ 'خدا کی حمد کرو' یہ بجالاؤں گی۔

بات یہ ہے کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی محبوبہ ہیں یہ بھی ایک نازِ محبوبیت تھا۔ اب جو شخص اس حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا جائز ثابت کرے، اس سے بڑھ کر کافر کون؟ -ولاحول ولاقوۃ الا باللہ-

مسلمانو مسلمانو! اے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی عزت وعظمت پر قربان ہونے والو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ساری امت سے افضل واعلیٰ ہیں، بلکہ باجماع اُمت قیامت تک کے سارے اولیا، شہدا، اغواث، اقطاب، ابدال مل کر بھی کسی ایک ایسے صحابی کے برابر نہیں ہوسکتے جس نے ساری عمر کفروشرک میں گزاری ہو اور صرف ایک نظر محبوب کبریا رحمت دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کے جمالِ پاک کو ایمان کے ساتھ دیکھا ہو اور پھر ایمان کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گیا ہو۔

افسوس! صد افسوس!! تھانوی جی کا کفر بچانے کے لیے صحابی، نہ صرف صحابی بلکہ بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سارے صحابۂ کرام سے افضل صحابی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی کیسا منہ کھول کر -معاذ اللہ- کفر کا بہتان باندھا جا رہا ہے؟۔

سوچو! سوچو!!۔ سنبھلو! سنبھلو!!۔ دیکھو! تھانوی کی محبت اس قدر ان پر غالب ہے کہ اس کے پیچھے اُم المومنین و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی توہین کا اِفترا جڑا جا رہا ہے۔یعنی تھانوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی عظمت وعزت کو گالی دی تو کیا برا ہوا؟۔دیکھو! ام المومنین وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی گستاخی کی ہے-والعیاذ باللہ تعالیٰ-مسلمانو! اب تم خود ہی دیکھ لو یہ ہے راندیر کے دیوبندی مولویوں کا ایمان!۔یہ ہے ان کا دھرم!!۔

آہ اے گستاخو! ان گستاخیوں کا مزہ قیامت کے دن چکھوگے، فاروق وصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کفر کا ملعون بہتان باندھنے کا بدلہ پاؤگے، تھانوی کی دم پکڑنے کی حقیقت دیکھوگے، اس وقت تو ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ تم کو جہنم کے دردناک عذاب کی بشارت ہے، لعنت الٰہی تم جیسوں کی تاک میں ہے۔

تھانوی سے 'مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی توہین دیکھ کر اسے نہیں چھوڑتے، اس مذہب سے توبہ نہیں کرتے بلکہ اس ملعون کفر کو صدیقہ ٔطاہرہ وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچاتے ہو!، اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟۔ارے ذرا تو شرم کرو! کچھ تو حیا سے کام لو! کہاں تھانوی؟ اور کہاں صدیقہ وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عالی سرکار؟؟-ولاحول ولاقوۃ الا باللہ-

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ایک مختصر جواب یہ فرمایا تھا کہ 'ان احادیث میں-معاذ اللہ-حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی توہین آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو صاف اِقرار کیجیے کہ آپ کے دھرم میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی -معاذ اللہ-حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی توہین کی۔اور اگر ان احادیث میں توہین نہیں جیسا کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے تو اس سے 'حفظ الایمان' کی عبارت کا توہین نہ ہونا کیوں کر ثابت ہوا؟'۔راندیری جی اس کے جواب میں گنگ رہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

جب مناظرہ اِس طرح ختم ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرت واعظ اِسلام اور دوسرے علمائے اہل سنت' ہزاروں سنیوں کے مجمع کے ساتھ اللّٰہ أکبر ، یارسول اللّٰہ ، یا غوث ، یا علی المدد، اللّٰہ أک بر کے نعروں میں ان کے مدرسہ محمدیہ سے مظفر ومنصور، اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت وحفاظت ورحمت کے سائے میں واپس تشریف لائے۔اور حضرات تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کے حضور حاضر ہو کر تمام حضرات اہل سنت نے دست بستہ کھڑے ہو کر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے دربار میں صلاۃ و سلام عرض کیا اور بخیر وخوبی سورت تشریف لائے۔

اس مناظرہ سے بہت لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ چند طالب علم صاحبوں نے جو دیوبندیوں کے مدرسہ راندیر میں پڑھتے تھے اس مدرسہ سے اپنے اپنے نام خارج کرالیے۔کئی حضرات نے مذہب وہابیت سے رجوع کی۔ایک صاحب جو تھانوی کے مرید سے بیعت تھے انہوں نے وہ بیعت توڑ دی اور حضرت شیر بیشۂ سنت کے دست مبارک پر سلسلۂ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ میں داخل ہوگئے-وللہ الحمد-

اگر چہ مناظرہ میں صرف وہی سو(۱۰۰) حضرات تھے،جن کے پاس ٹکٹ تھے،مگر سنی بھائیوں کا انبوہِ کثیر مقام مناظرہ سے باہر،مناظرہ سننے کے اِشتیاق میں کان لگائے کھڑا تھا اور تقریروں کی آواز جو باہر جاتی تھی اسی سے حظ اٹھا رہا تھا۔

اب اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ کچھ دنوں تک اگر راندیر کے وہابیوں ، دیوبندیوں کو حیا، غیرت، شرم ہوگی تو سر نہ اُٹھائیں گے۔اور یہ مناظرہ راندیر کی تاریخ میں-ان شاء اللہ- ایک مبارک یادگار رہے گا، جسے یاد کر کے ہر وہابی، دیوبندی کی حلق میں خار رہے گا اور اسے دیکھ کر ہر نجدی ذلیل وخوار رہے گا۔

وہابیہ راندیر ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ راندیر کی ساری سنی بوہروں کی جماعت دیوبندی عقائد کی معتقد ہے، مگر ان واقعات سے ظاہر ہو گیا کہ سنی بوہرہ کہلانے والی جماعت میں چند ہی ایسے لوگ ہیں جو وہابی، دیوبندی ہو گئے ہیں؛ ورنہ راندیر ہی کے اکثر سنی حضرات بواہر، وہابی نہیں، وہابیوں کا یہ جھوٹ بھی کھل گیا۔

یہ مقدس جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت بریلی شریف کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت جلیلہ ہے۔ مولیٰ عزوجل اس مقدس جامعہ رضویہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اس سے بہترین حامیانِ دین وسنت پیدا فرمائے، اس کے طلبہ کو شیرانِ بیشۂ سنت بنائے، بد مذہبی، گمراہی، نجدیت وہابیت، دیوبندیت کو اس کے ذریعہ مٹائے، اور مسلمانوں کو دامے درمے قدمے سخنے اس کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذیل میں ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے دو نظمیں درج کرتے ہیں جن میں ایک تو فتح مناظرہ پادرہ پر، دربار حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض شکریہ ہے۔ اور دوسرا ایک قصیدہ ہے جس میں مناظرۂ راندیر کا مختصر فوٹو ہے۔

وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل . وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه الجميل ورسوله الجليل وآله وصحبه وابنه وحزبه وعلماء ملته و أولياء أمته ومجددى دينه وجماعته وبارك وسلم بالتبجيل . آمين يا أرحم الراحمين وآخر دعوا نا أن الحمد لله رب العٰلمين .

{بر فتح مناظرۂ پادرہ}

شکریہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم

منجانب: سید قطب الدین صاحب نیّر بڑودوی

حمایت مان لی ہے میرے جی نے یارسول اللہ ﷺ
دلائی ہے یہ نصرت آپ ہی نے یارسول اللہ ﷺ

رہے ہیں اہل سنت آپ کے دامن سے وابستہ
ہرایا ہی نہیں اُن کو کسی نے یارسول اللہ ﷺ

دکھایا آپ کی اِمداد سے میدان میں نیچا
ثناءاللہ کو حشمت علی نے یارسول اللہ ﷺ

اُسی وقت آپ نے اِمداد و نصرت آ کے فرمائی
پکارا جب ہماری بے کسی نے یارسول اللہ ﷺ

حمایت سے تمہاری شیر بھی گیدڑ نظر آیا
یہ کی چارہ گری بے چارگی نے یارسول اللہ ﷺ

محرک وجد کی یہ ہے جسے اِمداد کہتے ہیں
کیا ہے آج بے خود اس خوشی نے یارسول اللہ ﷺ

عقیدہ ہے یہ نیّر کا بحمد اللہ دشمن کو
کیا نادم تمہاری دشمنی نے یارسول اللہ ﷺ

تبصرہ برمناظرۂ راندیر

جوشیر بیشہ سنت مولانا، مولوی، حافظ، قاری، ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی صاحب قادری، رضوی، لکھنوی اور مولوی محمد حسین راندیری کے درمیان ہوا.

سنیو تم کو مبارک حق کا غلبہ ہوگیا ◈ بول بالا حق کا منہ باطل کا کالا ہوگیا
مصطفیٰ پیارے کے دشمن ہوگئے خوار و ذلیل ◈ سنیوں کی فتح کا ہر سمت چرچا ہوگیا
خوب ہی چمکی ضیاءِ مصطفیٰ راندیر میں ◈ فیض سے جس کے منور ذرہ ذرہ ہوگیا
شیر سنت کے مقابل جم سکے روباہ کیا ◈ تیغ حق سے نجدیوں کا ذبح دنبہ ہوگیا
یارسول اللہ کہنا جس دھرم میں شرک ہے ◈ المدد یا فوجدار! اُن کا وظیفہ ہوگیا
داخلے کی اپنی مسجد میں اِجازت ہی نہ دی ◈ اُن کی مسجد تھی کہ ان کا گھر زنانہ ہوگیا
تھے مناظر پہلے تو دربھنگی و کاکوروی ◈ ایک بھی ان میں نہ آیا رعب حق کا ہوگیا
نو جمادی الآخرہ تھی اور دن ہفتہ کا تھا ◈ ظلمت باطل مٹی حق آشکارا ہوگیا
شیر سنت نے کیے راندیری پر پانچ اعتراض ◈ کانپ اُٹھا راندیری اُسکے تن میں رعشہ ہوگیا
تھانوی نے حفظ الایماں میں یہ مضموں ہے لکھا ◈ علم ہر اِک جانور کا مثلِ مولیٰ ہوگیا
تھانوی کو جو نبوت دے پڑھے اس پر درود ◈ کفر بکتا ہی رہے دن بھر یہ سودا ہوگیا
تھانوی جی ہو کے خوش اس کو تسلی دیتے ہیں ◈ کہتے ہیں مرشد تمہارا حق کا شیدا ہوگیا
علمک مالم تکن تعلم خدا جس کو کہے ◈ اُردو میں شاگرد وہ بھی دیوبن کا ہوگیا

علم شیطاں کو بڑھائیں علم سرور کو گھٹائیں ❁ کفر بکنا کفر لکھنا ان کا شیوہ ہوگیا
خواب میں گڑھتے کہ گھر میں آئیں ام المومنیں ❁ جورو سے تعبیر دیں کیسا عقیدہ ہوگیا!
دو پہ تو کچھ ریز بھی کی تین اُن پر رہ گئے ❁ پھر بھی دعویٰ ہے کہ ان کا بول بالا ہوگیا
مکہ اور طیبہ کے فتووں کے مقابل پیش کی ❁ المہند ثابت اس کا جھوٹا ہونا ہوگیا
حفظ الایماں کی عبارت المہند میں نہیں ❁ المہند ان کے ہی دامن کا دھبا ہوگیا
جھوٹ کہنا جھوٹ لکھنا جھوٹ کھانا پینا جھوٹ ❁ اوڑھنا جھوٹ اور جھوٹ ان کا بچھونا ہوگیا
گر نہ تھی توہین تو اس میں تغیر کیوں کیا ❁ المہند ان کے ہی ماتھے کا ٹیکا ہوگیا
بولے تھے حرمین کی اس میں بھی مہریں ہیں پچاس ❁ مہریں تھیں کل تین جھوٹا ان کا دعویٰ ہوگیا
مالکی مفتی اور ان کے بھائی نے واپس لی مہر ❁ نقل ہے موجود ظاہر ان کا دھوکہ ہوگیا
چار پایوں کو ہے علم غیب اس کا دیں ثبوت ❁ حضرت راندیری کو یہ سن کے سکتہ ہوگیا
علم سرور کی طرح حیواں کو مانے علم غیب ❁ کفر بکنے کے لیے 'ایسا' کا پردہ ہوگیا
جب کہا ہے آپ کی صورت گدھے کتے کی سی ❁ آستینیں چڑھ گئیں ایک اِک کو لرزہ ہوگیا
جس عبارت میں نہ مانیں شاہ کی توہین وکفر ❁ ویسی ہی ان کو کہی جائے تو حملہ ہوگیا
سنیو! انصاف کیا اسلام اسی کا نام ہے ❁ ان کا رتبہ سرورِ عالم سے بالا ہوگیا
دوپہر کے دو جو گھنٹے نجدیوں کو مل گئے ❁ ڈھونڈھنا توہین حضرت ان کا حصہ ہوگیا
اہلسنّت عظمت شہ ڈھونڈتے ہیں ہر جگہ ❁ کسر شانِ شہ وہابی کا طریقہ ہوگیا
للہ الحمد! ہیں خرم بندگانِ مصطفیٰ ❁ نجدیوں کے گھر میں ماتم شور برپا ہوگیا

دو گدھوں کا بوجھ بھر کر کیا کتابیں لائے تھے ۞ لے چلے کفران کے سر کفروں کا گٹھا ہوگیا
سنیو! خوشیاں مناؤ، یارسول اللہ کہو ۞ مصطفیٰ کے در سے حاصل تم کو صدقہ ہوگیا
مصطفیٰ پیارے کے بندوں نے کیا اظہارِ حق ۞ سنیوں کی فتح کا ہر گھر میں چرچا ہوگیا
پڑ گئی ہلچل وہابیو! قیامت آگئی ۞ نعرۂ یاغوث بھی محشر کا نفخہ ہوگیا
ذریات شیخ نجدی آج کیوں مغموم ہے ۞ صور اس کو یارسول اللہ کا نعرہ ہوگیا
نام لیوا غوثِ اعظم کے ہوئے ہیں فتح مند ۞ غوث اعظم کا جو دشمن تھا وہ رسوا ہوگیا
قادری انوار چمکے خوب ہی راندیر میں ۞ ظلمت باطل مٹی کافور اندھیرا ہوگیا
دیوبندی کس لیے کہتے ہیں اپنے آپ کو ۞ بحث میں راندیر کی حل یہ معمہ ہوگیا
علم مولیٰ ماننا زہرہلاہل ہے انھیں ۞ دیو کا علمِ وسیع ان کو گوارا ہوگیا
دیو کے بندے ہیں اسکا کھاتے اس کا گاتے ہیں ہے وہ سُنی جو رسول اللہ کا بندہ ہوگیا
گالیاں دیتے ہیں لکھتے چھاپتے ہیں اشقیا ۞ گالیاں دینا وہابی کا وتیرہ ہوگیا
دیو کے بندوں کے گھر میں آج ماتم ہے بپا ۞ اہل سنت کی ظفر کا نصب جھنڈا ہوگیا
شکر کر خنجر خدا و مصطفیٰ و غوث کا ۞ نجدی کا راندیر میں سر آج نیچا ہوگیا
شکر کر خنجر خدا و مصطفےٰ و غوث کا ۞ سنیوں کا پھر یہاں ایمان تازہ ہوگیا

ختم شُد

۴۴......ھ......۱۳

وَلِلّٰہِ الحَمْدُ

ضَمِیمَہ

مسمٰی بنام تاریخی

شکست وہابیہ بددینِ راندیر

۱۳ .... ھ ۴۴

وہ سوالات ومطالبات جو مناظرۂ راندیر میں حضرت شیر بیشۂ سنت نے پیش کیے۔ اور راندیری جی ان کا جواب نہ دے سکے۔

(۱)......جو شخص حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوبندی مولویوں سے مل کر اردو زبان آجانا بتائے اس نے حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور وہ کافر ہے یا نہیں؟۔

(۲)......'براہین قاطعہ' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد شیطان کے لیے علم غیب بتایا اس کا مصنف کافر مرتد ہے یا نہیں؟۔

(۳)......''الامداد' صفر ۱۳۳۵ھ میں امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تشریف لانا کشف میں گڑھا اور تعبیر یہ دی کہ کمسن بیوی ملے گی، اس میں تھانوی نے توہین کی یا نہیں؟۔

(۴)......حکم اور اطلاق دونوں ایک ہیں یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟۔

(۵)......اگر دونوں میں فرق ہے تو 'حفظ الایمان' میں تھانوی جی نے حکم کا لفظ بولا اور انبیٹھوی جی نے اطلاق بنا دیا یہ تحریف ہوئی یا نہیں؟۔

(۶)...... جب کہ 'حفظ الایمان' کی اصل عبارت 'المہند' میں نہیں لکھی گئی تو اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ انبیٹھوی جی بھی جانتے تھے کہ 'حفظ الایمان' میں ضرور کفر وتوہین ہے، اگر علمائے حرمین کے سامنے اصل عبارت پیش کر دی گئی تو پھر وہی کفر کا فتویٰ ملے گا۔

(۷)...... 'حفظ الایمان' کی اصل عبارت 'المہند' میں نہیں پیش کی گئی اور 'حسام الحرمین شریف' میں اصل عبارت تھانوی کی پوری لی گئی ہے۔جس پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ 'حسام الحرمین شریف' صحیح ومعتبر و مستند کتاب ہے۔اور 'المہند' جھوٹی جعلی بناوٹی مصنوعی کتاب ہے۔

(۸)...... 'شرح مواقف' میں 'کما أقررتم به اورحیث جوزتموه' فرما کر یہ بتایا کہ سونے والوں، بیماروں، ریاضت کرنے والوں کو علم غیب ہونا فلاسفہ کا مذہب ہے، شارح مواقف اسے رد فرما رہے ہیں، اس سے 'حفظ الایمان' کے گھاؤ میں بتی نہ ہوئی 'حفظ الایمان' خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں سے ملا رہی ہے۔

(۹)...... اگر 'حفظ الایمان' کی عبارت میں توہین نہیں تو تھانوی کے لیے بھی ایسی ہی عبارت لکھ دی جائے کہ تھانوی کو کل علم نہیں بعض علم ہے۔اس میں تھانوی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم تو گدھے، کتے، سور، الّو کو بھی ہے۔

(۱۰)...... اگر بقول 'بسط البنان' لفظ 'ایسا' ہمیشہ تشبیہ کے لیے نہیں آتا اور اگر تشبیہ ہو بھی تو من بعض الوجوہ اور اس میں کوئی توہین نہیں۔تو کیا ہم آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ: آپ کی صورت آپ کی ناک کی کیا تخصیص ہے؟ ایسی صورت تو گدھے، کتے کی بھی ہے۔ایسی ناک تو الّو، سور کے لیے بھی ہے!۔

(۱۱)......'حفظ الایمان' میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں، جانوروں کے علم غیب کی طرح بتایا اور 'بسط البنان' میں ایسا کہنے والے کو کافر کہا۔ تو تھانوی نے اپنے منہ اپنے آپ کو کافر کہا یا نہیں؟۔

(۱۲)......کس آیت کریمہ، کون سی حدیث شریف، کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ جانوروں کو بھی علم غیب ہے؟۔

(۱۳)......جاگتے ہوئے ہوش میں دن بھر تھانوی کو نبی و رسول کہنا، اس کا کلمہ درود جپنا اور بے اختیاری زبان کا عذر کرنا کفر ہے یا نہیں؟۔

(۱۴)......اگر کفر ہے تو تھانوی جی نے اسے پسند کیا، اس پر راضی رہے۔ اور جو کفر پر راضی رہے وہ بھی کافر، جیسا کہ بہشتی زیور حصہ اوّل میں خود تھانوی نے لکھا ہے تو تھانوی کافر ہوا یا نہیں؟۔

(۱۵)......'المہند' میں اقرار ہے کہ مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے اپنی تصدیقیں، مہریں واپس لے لیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات نے 'المہند' کو قابل تصدیق نہ جانا اور ان پر انبیٹھوی کی عیاری کھل گئی۔ باوجود اس اقرار کے ان دونوں حضرات کی تصدیقوں کی نقل کرلانا سخت فریب اور دھوکہ ہے یا نہیں؟۔

(۱۶)......ان دونوں تصدیقوں کو شمار کر کے بھی کل پانچ تصدیقات حرمین طیبین کی 'المہند' میں ہیں۔ باقی تمام تصدیقات علامہ برزنجی کے رسالہ پر ہیں، انبیٹھی جی اس رسالہ سے اوّل آخر درمیان سے کتر بیونت کر کے کچھ نقل کرلائے اور جتنی تصدیقیں اس پر تھیں سب 'المہند' پر اتار لائے کہ عوام سمجھیں کہ یہ سب تصدیقیں 'المہند' پر ہیں۔ یہ عیاری مکاری ہے یا نہیں؟۔

(۱۷)......کیا کبھی دنیا میں ایسا واقعہ گزرا ہے کہ کوئی شخص دن بھر ہوش و حواس کے ساتھ کفر بکتا رہا ہو اور شام کو کہہ دے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی؟۔

(۱۸)......کیا اگر کوئی شخص دن بھر تھانوی کو ماں بہن کی گالیاں دیتا رہے اور شام کو کہہ دے: میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی، میں تو آپ کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر میری زبان میرا کہنا نہیں مانتی تھی، آپ کو گالیاں ہی دیے جاتی تھی۔کیا تھانوی جی اس کا یہ عذر قبول کر لیں گے؟۔

(۱۹)......رافضی بھی-معاذ اللہ-حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا ناپاک اتہام دھرتے ہیں۔راندیری جی نے بھی 'أ هجر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ' کا یہ ناپاک ترجمہ گڑھا کہ-معاذ اللہ-' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہذیان بکا'-لعنۃ اللہ علیٰ قائلہ وقابلہ۔اور اس طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی توہین کا اِلزام لگا دیا۔اب کیا راندیری جی رافضی نہ ہوئے؟ کیا رافضی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟۔

(۲۰)...... بلکہ رافضی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی توہین کو جائز نہیں کہتے، سرکار کی توہین کو کفر ہی جانتے ہیں۔اور وہابیۂ راندیر یہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی توہین کا اتہام باندھ کر حضور کی توہین کو جائز کرا رہے ہیں۔تو راندیری جی رافضیوں سے بڑھ کر کافر ہوئے یا نہیں؟۔

(۲۱)...... جب تھانوی کی محبت راندیری جی کے دل میں اس قدر جاگزیں ہے کہ اس کا کفر دیکھتے ہیں، بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم میں اس کی گستاخی، گندی گالی پر آگاہ ہوتے ہیں مگر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کی توہین ہو تو کوئی حرج نہیں۔سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم کا

دامن چھوٹ جائے کچھ پرواہ نہیں؛ مگر تھانوی جی کی دُم ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ تھانوی سے نہیں کہتے کہ تم توبہ کرلو خود اس کی دم نہیں چھوڑتے، بلکہ اب ساری کوششیں اس میں صرف ہورہی ہیں کہ۔ معاذ اللہ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی توہین کرنی کسی طرح جائز ثابت ہوجائے۔

تھانوی کے کفر کو اسلام بنانے کے لیے فاروق اعظم وامّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کفر وتوہین کا ملعون افترا جڑ دیا جاتا ہے۔

ارے! کہاں تھانوی اور کہاں فاروق وصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بلند وبالا سرکار، اور پھر بھی دعویٔ اسلام باقی ہے۔ برابر مسلمانی پر منہ مارے جاتے ہیں۔

ارے! اس سے بڑھ کر ڈبل کافر کون ہوگا جو تھانوی کی بگڑی بنانے کے لیے ایسی عظیم ورفیع سرکاروں پر کفر وتوہین تھوپ دے، کیا کافر کی پیٹھ پر دُم ہوتی ہے؟۔

آخری گزارش

پیارے سنی بھائیو! اس وقت راندیر کے مناظرے سے وہابیت، دیوبندیت کے قلعوں میں زلزلہ پڑ گیا ہے۔ پریشان ہیں، حیران ہیں کہ کس طرح اپنا کفر اٹھائیں، کیسے بگڑی بنائیں۔ اشتہاروں، اخباروں میں اچھل کود رہے ہیں کہ کسی طرح بھرم رہ جائے۔ بمبئی کے وہابیہ بھی ان ہی کے پیچھے ہو کر ناچ رہے ہیں۔

آج ایک جاہل کی ملعون تحریر پیش نظر ہے کہ حضور پرنور امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 'تمہید ایمان' صفحہ ۴۳ پر 'سبحان السبوح' سے نقل فرمایا کہ: حاش للہ! حاش للہ! ہزار ہزار بار حاش للہ! دیوبندیوں کی تکفیر میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور

میں تو انھیں ابھی تک مسلمان ہی سمجھتا ہوں (۱)۔ راندیری نے فرمایا کہ مولوی حشمت علی صاحب! کیا آپ اپنے گرو کی نافرمانی گوارا کریں گے؟۔

اولاً: یہ بات مناظرہ میں کہی نہیں تھی، ابھی حال کے 'یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورا' کا نتیجہ ہے۔

ثانیاً: اس عبارت میں دیوبندیوں کا لفظ نہیں بلکہ مقتدیوں اور مدعیانِ جدید کا لفظ ہے۔

ثالثاً: کمالِ غیرت اور نہایت بے شرمی تو یہ ہے کہ ہاتھ میں چراغ لے کر چوری کرنے جائے۔ اس جاہل کو یہ خیال نہ ہوا کہ جب مسلمان اصل کتاب 'حسام الحرمین شریف' اور 'تمہید ایمان' کو دیکھیں گے تو اس جاہل اجہل کی جہالت دانی، شرم دانی پر کئی ہزار بار تھوکیں گے۔

ارے بے دینو! 'تمہید ایمان' میں تو قرآن عظیم ہی کی آیاتِ کریمہ سے دیوبندیوں کا

(۱) وہابیہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے وہابیہ کی بے جا تکفیر کی ہے۔ 'تمہیدِ ایمان' کے اس مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت نے وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب مرحمت فرماتے ہوئے مسئلہ تکفیر میں اپنی احتیاط بیان کی ہے (جس کا کچھ حصہ آپ نے اوپر ملاحظہ کیا) منقولہ بالا اقتباس کے متصل اعلیٰ حضرت اکابر دیوبند کے بارے میں 'سبحان السبوح' سے حکایتاً نقل فرماتے ہیں کہ 'اگرچہ اُن (گنگوہی وانبیٹھوی) کی بدعت وضلالت میں شک نہیں' (تمہید ایمان مع خلاصہ فوائدِ فتاویٰ صفحہ ۴۳ مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی) یہاں تک اعلیٰ حضرت نے اپنے سابقہ موقف کو حکایتاً نقل فرمایا ہے، اس کے کچھ سطر بعد سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان اکابر دیوبند کی فیصلہ کن تکفیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: 'ان دُشنامیوں (دیوبندیوں) کی تکفیر تو اَب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے، جب سے 'المعتمد المستند' چھپی'۔ (تمہید ایمان مع خلاصہ فوائدِ فتاویٰ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی)۔ -قادری-

کفر ثابت کیا ہے اور یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص دیوبندیوں کے کفر پر آگاہ ہو کر انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

ہاں! 'سبحان السبوح شریف' میں بے شک یہ مضمون ہے اور 'تمہید ایمان' میں بھی نقل فرمایا ہے؛ مگر تمھیں 'ابھی تک' کا اتنا بڑا موٹا لفظ نہ سوجھا؟۔ کیا گنگوہی جی کی محبت آنکھیں تمہاری بھی لے گئی؟۔

ارے کم بختو! 'سبحان السبوح شریف' ۱۳۰۷ھ کی تصنیف ہے۔ اس وقت تک اصل 'براہین قاطعہ' حضور پرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ پہنچی تھی، کسی شخص نے اس کی عبارت متعلق امکان کذب نقل کر کے بھیجی اور فتویٰ چاہا۔ اس کے جواب میں 'سبحان السبوح شریف' تحریر فرمائی گئی؛ اسی لیے اس وقت تحریر فرمایا کہ 'ابھی تک مسلمان ہی سمجھتا ہوں'۔

اسی طرح جس وقت تک قادیانی کے کفریات خود اس کی کتابوں میں ملاحظہ نہ فرمائے تو 'السوء والعقاب' میں یہی حکم فرمایا کہ 'اگر مرزا سے یہ کفریات ثابت ہوں تو یقیناً کافر'۔ پھر جب ان خبیثوں کی تمام تصانیف پیش نظر انور ہوئیں تو ۱۳۲۰ھ میں قادیانی ،گنگوہی، نانوتوی ،انبیٹھوی اور تھانوی پر فتویٰ دیا کہ 'یہ لوگ کافر اور جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر'۔ کہو اب بھی سمجھے، اگر اب بھی نہ سمجھے تو تمہیں خدا سمجھے!۔

کیوں وہابیو! دیوبندیو! 'سبحان السبوح' سے تمہارے زخم کی کیا مرہم پٹی ہوئی؟ وہ دیکھو! محمدی سلاح خانہ کی مقدس شمشیر بے نیام 'حسام الحرمین' نے دیوبندیت کا کام تمام کر دیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

وہابیوں، دیوبندیوں کو اِعلان

ہاں ہاں راندیر کے وہابیو! اور بمبئی کے دیوبندیو! جھوٹ بولنے، جھوٹ لکھنے سے تمھارا کفر اسلام نہیں بن سکتا۔ اب اگر کچھ حیا، غیرت، جرأت، ہمت دکھاتے ہو، تو تمھیں گنگوہی جی کی آنکھوں کی قسم۔ تمھیں تھانوی کے فرار کی قسم۔ تمھیں انبیٹھوی کی عیاری ، مکاری اور دروغ گوئی کی قسم۔ تمھیں تمھارے ناپاک دھرم کی قسم کہ جھوٹی باتیں نہ بناؤ۔ اخباروں ، اشتہاروں میں شوروغوغا نہ مچاؤ۔ مناظرۂ راندیر میں جو اکیس مطالباتِ قاہرہ سارے دیوبندیوں پر سوار ہوئے انھیں اپنی پیٹھ پر سے اٹھاؤ۔ اپنے بڑے پیشوا، نکھر چمر توحیدیے شیخ نجدی ابلیس ملعون سے بھی زور لگواؤ۔ اپنے اوپر سے کفر کے الزام ہٹاؤ۔ اپنے ماتھوں سے کفر کے کالے ٹیکے مٹاؤ۔

'فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ' .

اگر تم اتنا نہ کرسکو۔ اور ہم کہے دیتے ہیں کہ تم سے ہرگز یہ بات نہ ہوسکے گی۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں وہ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی توہین کرنے والوں، کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے- والعیاذ باللہ تعالیٰ-

-فقیر حافظ سید محمد نورالحق سنی حنفی قادری برکاتی عفی عنہ، مقیم بمبئی-

رفاعی مشن! اَغراض ومقاصد

رفاعی مشن، ناسک کا آغاز وافتتاح اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فضل وکرم اورارباب ِعلم وکمال کے جہد پیہم سے اِس عزم ِمحکم کے ساتھ ہوا ہے کہ دورِحاضر کے مسائل اور چیلنجز کوسامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات واحکام کوجدید اسلوب اور تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی جنگی پیمانے پرکوشش کی جائے۔ عالم اسلام کے علمی ودینی حلقوں کے درمیان رابطہ ومفاہمت کےفروغ کی راہ ہموارکی جائے۔ اسلام دشمن لابیوں اور دین بیزارحلقوں کے تعاقب اورنشان دہی کا فرض انجام دیاجائے۔ نیز دینی حلقوں میں فکری بیداری کے ذریعے سے جدیددور کےعلمی وفکری چیلنجز کا ادراک واحساس اجاگر کیا جائے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ناگزیر ہے کہ فکری واعتقادی طور پر رفاعی مشن، ناسک کاتعلق سوادِاعظم اہل سنت وجماعت سے ہے،جس کی عصرحاضر میں معروف تعبیر اور رائج الوقت اصطلاح 'مسلک اعلیٰ حضرت' سے کی جاتی ہے،اورہم اہل سنت وجماعت کے منہج وموقف کی پابندی کواپنے لیے بہرحال ضروری سمجھتے ہیں۔

مشن کے بعض اَغراض ومقاصد یہ ہیں :

۱ مغربی فکروتہذیب کے پیدا کردہ نظریاتی،معاشرتی،معاشی اورسیاسی چیلنجوں کے مضمرات کادرست اِدراک اوراُن کے مقابلہ کے لیےصحیح لائحہ عمل کی وضاحت۔

۲ روایتی دینی حلقوں میں جدیدفکروشعور،معاصر دنیاکےاحوال ووقائع اورنشروابلاغ کےجدیدترین ذرائع،ان کےطریق کاراوراَثرونفوذ سے آگاہی کافروغ۔

۳ اُمت مسلمہ کو درپیش فکری وعملی مسائل کا تجزیہ وتحقیق اوران کے حل کے لیے درست خطوط پر راہنمائی۔

۴ علمی مسائل اور خاص طور پر جدید فکری اور ثقافتی مسائل پر باہمی بحث ومباحثہ کی ترویج اور محاذ آرائی سے ہٹ کر علمی انداز میں اس بحث ومباحثہ کی حوصلہ افزائی۔

۵ نئی نسل کو عقائد ومعمولاتِ اہل سنت و جماعت سے متعارف کرنا اور دینی اقدار اور اسلامی آداب وثقافت سے روشناس کرانا۔

۶ مسلمان عوام کی اصلاح وراہنمائی اور انہیں ملحدانہ افکار و باطل نظریات سے بچانے کے لیے علمی وتصنیفی کام کرنا۔

۷ محققین اہل سنت اور ارباب قلم کے بیش قیمت تحریر کردہ رسائل ولٹریچر کی اشاعت وطباعت کا انتظام اوران کی ترسیل وتبلیغ۔

۸ عربی کی اہم اور مفید کتابوں کا اُردو، ہندی اور انگریزی میں ترجمہ کرنا۔

۹ سماج اور معاشرے میں پھیلی بے شمار مخربِ اخلاق برائیوں کا کامل سد باب اور نوجوان نسل اور نونہالان اسلام کو اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کرنا۔

۱۰ عظمت صحابہ واہل بیت اطہار کی نگہبانی کرنا۔سلف صالحین کے مطابق اسلامی عقائد کی حفاظت کرنا۔

۱۱ علاقائی، لسانی اور گروہی تعصّبات کے خلاف امن ومحبت اور بھائی چارے کا پیغام عام کرنا۔

-: اپنا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے :-

شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں یوں تو بہت سے کامیاب مناظرے کیے؛ لیکن ان میں مناظرۂ راندیر (سورت) کی حیثیت اِس لیے تاریخی اہمیت اختیار کرگئی کہ اس مناظرہ کو فتح کرنے کے بعد قوم نے متفقہ طور پر آپ کو 'شیر بیشہ اہل سنت' کے خطاب سے نوازا تھا جو آگے چل کر ایسا معروف ہوا کہ بجائے عَلَم ہوگیا اور آج ہر شخص آپ کو اسی لقب سے جانتا پہچانتا ہے۔
مناظرۂ راندیر کی اسی تاریخی اہمیت کے پیش نظر اسے زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کا یہ اِہتمام ہوا ہے تاکہ اس دور میں جب کہ خطہ ہند کے بیشتر علاقے عموماً اور علاقہ راندیر خصوصاً ایک بار پھر بدمذہبوں کا مرکز بنتا جارہا ہے، اور وہابیت و غیرمقلدیت ہر طرف دندناتی پھر رہی ہے' قوم کو اس کی درخشندہ تاریخ بتادی جائے اور اس کا تابندہ ماضی دکھادیا جائے کہ خدا کے بندو! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کہ تمہارے آباؤ اَجداد کس روش پر گامزن تھے اور تمہارے قدم کس ڈگر کی سمت اُٹھ رہے ہیں۔ خداوند قدوس ہمیں تاحیات سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت سے چمٹے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ صفوۃ الانبیاء والمرسلین ﷺ

